جلد ۸ — جون ۱۹۶۷ء — شمارہ ۶

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ چندہ چھ روپے — فی پرچہ ساٹھ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ **انصار اللہ** ربوہ

جون ۱۹۶۷ء

احسان ۱۳۴۶ھ ش

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ :- چھ روپے ٭ فی پرچہ :- ساٹھ پیسے

فہرست مضامین

ناشر:- چوہدری محمد ابراہیم ؛ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی - ربوہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جلد ۸	ماہنامہ انصار اللہ ربوہ	شمارہ ۶

جون ۱۹۶۷ء

انصار اللہ کا ایک نہایت اہم فرض

تربیتِ اولاد اور اس کی بنیادی اہمیت

اولاد کی خواہش ایک طبعی اور فطری امر ہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ صاحبِ اولاد ہو اور اُس کے بعد بھی اُس کی نسل جاری رہے۔ اسلام نے انسان کی اِس طبعی خواہش کو تسلیم تو کیا ہے لیکن وہ یہ نہیں چاہتا کہ اُس کی یہ خواہش محض طبعی تقاضہ تک محدود رہے۔ اِس لئے اُس نے انسان کی اِس خواہش کو اُس کے مقصدِ حیات کی رعایت سے ایک خاص شرط کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ اسلام محض بقائے نسل اور وراثتِ مال و منال کی خاطر اولاد کی خواہش کو چنداں اہمیت نہیں دیتا تاوقتیکہ اِس کے ساتھ یہ خواہش بھی شامل نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نیک، صالح اور خادمِ دین اولاد عطا کرے۔ اسلام کہتا ہے بیشک اولاد کی خواہش ایک طبعی امر ہے لیکن ایک مومن کا فرض ہے کہ وہ محض اولاد ہی کی خواہش نہ کرے بلکہ حضرت زکریاؑ کی طرح اپنے رب سے اِس ضمن میں یہ دعا بھی مانگے کہ:-

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ج اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ

(آل عمران آیت ۳۹)

یعنی اے میرے رب تُو مجھے بھی اپنی جناب سے پاک اولاد بخش۔ تُو یقیناً دعاؤں کو بہت قبول کرنے والا ہے۔

پس اسلام کے نقطۂ نگاہ سے اولاد کا صالح اور اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو خبردار فرمایا ہے :۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ (التغابن آیت ۱۶)

یعنی تمہارے مال اور تمہاری اولاد دیں صرف آزمائش کا ذریعہ ہیں۔

اس آزمائش میں کامیاب ہونے کے لئے فرمایا تمہارا فرض ہے کہ تم اولاد کی اس رنگ میں تربیت کرو کہ وہ بَاقِيَاتُ الصَّالِحَات یعنی باقی اور قائم رہنے والے نیک اعمال کی عامل ہو کر تمہارے لئے اس دنیا میں بھی نیک نامی اور آخرت میں بھی سرخروئی کا موجب بنے۔ جیسا کہ فرمایا :۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ (الکھف آیت ۴۷)

یاد رکھو مال اور بیٹے اس ورلی زندگی کی زینت ہیں البتہ باقی رہنے والے مناسب حال اعمال جو اس مال اور اولاد کے ذریعہ سے بجالائے جائیں تیرے رب کے نزدیک بدلہ کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں اور امید کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں۔

اب چونکہ قرآن مجید کی رُو سے اولاد آزمائش کا ذریعہ ہے اور اس آزمائش میں کامیاب ہونے کے لئے اولاد کو صالح اور دین کا خادم بنانا ضروری ہے اس لئے اسلام نے تربیتِ اولاد پر بے انتہا زور دیا ہے۔ اُس نے نہ صرف تربیتِ اولاد کے بنیادی اصول ہی بتائے ہیں بلکہ اولاد کی تربیت کے ضمن میں نہایت تفصیلی ہدایات بھی دی ہیں۔ تربیت اولاد کے متعلق اسلام نے ایک بنیادی اصل یہ بیان کیا ہے کہ اولاد ہونے پر ہی نہیں بلکہ اولاد کا سلسلہ شروع ہونے سے بھی پیشتر، نہیں —— بلکہ شادی کرنے سے بھی بہت پہلے تربیتِ اولاد کی فکر ضروری ہے۔ دوسرا اصل اس ضمن میں اسلام نے یہ پیش کیا ہے کہ اولاد کا سلسلہ شروع ہونے پر اس کی کماحقہٗ تربیت سے کسی حال اور کسی زمانہ میں بھی غفلت نہ برتی جائے۔

پہلے بنیادی اصل کے تحت اسلام نے بیوی کے انتخاب میں دیندار عورت کو ترجیح دینے، تخلیہ کے وقت خود شیطانی خیالات و افعال سے اور ہونے والی اولاد کے لئے شیطانی اثرات سے محفوظ رہنے کی دُعا کرنے اور بعد ازاں ذریتِ طیبہ عطا ہونے کے لئے مسلسل دعائیں کرنے کی تلقین کی ہے۔

دوسرے بنیادی اصل کے تحت اسلام نے بچے کی ولادت کے معاً بعد اُس کے کان میں اذان دینے، نیم شعوری زمانہ میں ہی اسے نماز کی تلقین کرنے، سات سال کی عمر سے نماز کا عادی بنانے، دس سال کی عمر سے نماز میں سستی کرنے پر مناسب سرزنش کرنے، بُری صحبت سے بچانے، نیک صحبت کی تلقین

کو نیز اپنے عملی نمونہ مسلسل اخلاقی نگرانی اور شبانہ روز دعاؤں کے ذریعہ اسے سابق بالخیرات بنانے کی ہدایت فرمائی ہے۔

ان عملی ہدایات کے علاوہ اسلام نے تربیتِ اولاد کی اہمیت واضح کرنے اور اس ذمہ داری سے کماحقہٗ عہدہ برآ ہونے کی ترغیب دلانے کی غرض سے ایک اور اسلوب بھی اختیار کیا ہے اور وہ یہ کہ اس نے انبیاء ماسبق کی اُن قوموں کا ذکر کرکے جنہوں نے تربیتِ اولاد کی ذمہ داری کمال تعہّد سے نبھا کر خدمتِ دین کا سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ جاری رکھا مسلمانوں کو بھی تربیتِ اولاد کے ضمن میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی تلقین کی ہے۔ اسی طرح جن قوموں نے تربیتِ اولاد سے غفلت برتنے کے نتیجہ میں دوبارہ شیطان کی غلامی اختیار کی اسلام نے اُن کے عبرتناک انجام کی طرف اشارہ کرکے مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے کہ وہ تربیتِ اولاد کی اہمیت کو سمجھیں اور اس سے کسی حال میں کسی آن بھی غافل نہ ہوں۔ چنانچہ سورۃ بقرہ کی آیات ۱۳۱ تا ۱۳۵ میں اس امر کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو، اُن کے بیٹوں نے اپنے بیٹوں کو اور آگے حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو ہمیشہ دینداری پر قائم رہنے اور زندگی کے آخری سانس تک اللہ تعالیٰ کے پورے فرمانبردار بنے رہنے کی وصیت کی اور اس کے نتیجہ میں ان کی اولادیں نسلاً بعد نسلٍ دین کی راہ میں قربانیاں دیتی چلی گئیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورہ مریم کی آیات ۶۰ و ۶۱ میں ایک ایسی قوم کا بھی ذکر کیا ہے جو تربیتِ اولاد میں غفلت برتنے کی وجہ سے دوبارہ گمراہی میں مبتلا ہوئے بغیر نہ رہی۔

الغرض اسلام نے تربیتِ اولاد کی اہمیت کو مختلف اسالیب اور پیرایوں میں واضح کرکے اس ضمن میں بہت تفصیلی ہدایات دی ہیں اور مومنوں کو یہ نہایت ہی اہم ذمہ داری ادا کرنے کی ترغیب دلانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی ہے۔

تربیتِ اولاد کی اس اہمیت کے پیشِ نظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی جماعت کو (جسے خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں اسلام کو رُوئے زمین پر غالب کرنے کے لئے قائم فرمایا ہے) بار بار اور بتکرار یہی نصیحت فرمائی کہ وہ تربیتِ اولاد کے فریضہ سے کبھی غافل نہ ہوں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے تربیتِ اولاد کے ضمن میں اسلام کے پیش کردہ بنیادی اصولوں اور جملہ ہدایات پر کماحقہٗ عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

"انسان کو سوچنا چاہیئے کہ اُسے اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟ کیونکہ اس کو محض طبعی خواہش تک ہی محدود نہ کر دینا چاہیئے کہ جیسے پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے لیکن

جب یہ ایک خاص اندازے سے گزر جاوے تو ضرور اس کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ فرمایا مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔ اب اگر انسان خود مومن اور عبد نہیں بنتا ہے اور اپنی زندگی کے اصل منشاء کو پورا نہیں کرتا ہے اور پورا حق عبادت ادا نہیں کرتا بلکہ فسق و فجور میں زندگی بسر کرتا ہے اور گناہ پر گناہ کرتا ہے تو ایسے آدمی کی اولاد کے لئے خواہش کیا نتیجہ رکھے گی؟ صرف یہی کہ گناہ کرنے کے لئے وہ اپنا ایک اور خلیفہ چھوڑنا چاہتا ہے خود کونسی کمی کی ہے جو اولاد کی خواہش کرتا ہے۔ پس جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اُس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے، اور باقیات الصّالحات کی بجائے اس کا نام باقیات السیّئات رکھنا جائز ہو گا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مَیں صالح اور خدا ترس اور خادمِ دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نِرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہو گا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور مُنہ سے کہتا ہے کہ مَیں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اِس دعوے میں کذّاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بنا وے۔ تب اُس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہو گی اور ایسی اولاد حقیقت میں اِس قابل ہو گی کہ اس کو باقیات الصّالحات کا مصداق کہیں۔ اگر یہ

خواہش صرف اس لئے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور وہ ہمارے املاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی نامور اور مشہور ہو اس قسم کی خواہش میرے نزدیک شرک ہے .....

غرض مطلب یہ ہے کہ اولاد کی خواہش صرف نیکی کے اصول پر ہونی چاہیئے، اس لحاظ اور خیال سے نہ ہو کہ وہ ایک گناہ کا خلیفہ باقی رہے۔ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی تھی ..... اور نہ کبھی مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ بڑے بڑے دنیا دار بنیں اور اعلیٰ عہدوں پر پہنچ کر مامور ہوں۔ غرض جو اولاد معصیت اور فسق کی زندگی بسر کرنے والی ہو اس کی نسبت تو سعدی[7] کا یہ فتویٰ ہی صحیح معلوم ہوتا ہے

کہ پیش از پدر مُردہ بہ ناخلف

پھر ایک اور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور اُن کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی اُن کے لئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدِّ نظر رکھتے ہیں۔

میری تو اپنی یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔ بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بُری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتداء میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو اُن کو تنبیہہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے جاتے ہیں۔ ....

حاصل کلام یہ ہے کہ لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ اس لئے کہ وہ خادمِ دین ہو بلکہ اس لئے کہ دنیا میں اُن کا کوئی وارث ہو۔ اور جب اولاد ہوتی ہے تو اُس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا۔ نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ اُس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا۔ جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی امید اس سے کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ

اِمَامًا۔ یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے۔ اور یہ تب ہی میسر آسکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شئے پر مقدم کرنے والے ہوں اور آگے کھول کر کہہ دیا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ اُن کا امام ہی ہو گا۔ اِس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۷۰ تا ۳۷۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ پُرسوز و پُر درد ارشاد کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اِس سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے افراد ہونے کی حیثیت میں ہمارے لئے ازبس ضروری ہے کہ ہم اسلام کے پیش کردہ بنیادی اصولوں اور تفصیلی ہدایات کی روشنی میں تربیتِ اولاد کے فریضہ سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوں۔ ہمارا یہ اوّلین فرض ہے کہ ہم اپنے عملی نمونہ سے اپنی شبانہ روز دُعاؤں سے اور اپنی اَنتھک کوششوں سے اولاد کی تربیت کا فریضہ اِس قدر عزم و ہمت، جذبہ و جوش اور تعہّد کے ساتھ ادا کریں اور نسلاً بعد نسلٍ کرتے چلے جائیں کہ احمدیت کی ہر نئی نسل اسلام کی جیتی جاگتی تصویر ثابت ہوتی چلی جائے اور اپنی للّٰہیت، اپنی فدائیت، اپنے اخلاص و وفا اور صدق و صفا کے ذریعہ اسلام کو دنیا میں غالب کرتی چلی جائے تا آنکہ اسلام پُورے کرّۂ ارض پر ہر لحاظ سے غالب آجائے اور اس کا یہ غلبہ اتنا ہمہ گیر، اتنا راسخ اور اتنا مستحکم ہو کہ قیامت تک مٹائے نہ مٹ سکے۔

پھر یوں تو ہر صاحبِ اولاد احمدی مرد اور ہر احمدی عورت کا یہ فرض ہے کہ وہ تربیتِ اولاد کا فریضہ ادا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے لیکن اِس ضمن میں سب سے زیادہ اور سب سے بڑھ کر ذمہ داری انصار اللہ پر ہی عائد ہوتی ہے۔ اوّل اِس لئے کہ انصار اللہ اپنی عمر کے لحاظ سے اِلّا ماشاءاللہ سب ہی صاحبِ اولاد ہیں اور اِس لحاظ سے اپنی اپنی اولادوں کی تربیت کے براہِ راست ذمہ دار ہیں۔ دوسرے اِس لئے بھی کہ انہوں نے باقاعدہ ایک عہد کے ذریعہ خدا اور رسولؐ کو گواہ ٹھہرا کر اِس ذمہ داری کو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے۔ ہم اپنے مقررہ عہد میں خدا اور رسولؐ کو گواہ ٹھہرا کر بار بار اِس عزم بالجزم کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہیں گے۔ اپنی اولاد کو خلافت سے وابستہ رہنے کی اِس رنگ میں تلقین کرنا اور خلافت کی عظمت و اہمیت اور اس کی عظیم الشان برکات کو اِس طور پر ان کے ذہن نشین کرانا کہ فی الواقعہ وہ محبت و عشق کے رنگ میں رنگین ہو کر سیدنا

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے وجودِ باجود کے ساتھ اِس طرح وابستہ ہو جائیں کہ وہ حضور ایدہ اللہ کے ہر حکم پر دلی ذوق و شوق اور پُوری بشاشت کے ساتھ لبیک کہنے کیلئے تیار رہیں۔ یہ اُن کی تربیت کا ایک ایسا اہم اور مؤثر ذریعہ ہے جو تربیتِ اولاد کے بنیادی اصولوں اور جملہ تفصیلی ہدایات پر حاوی ہے۔ اگر ہمارے اپنے عملی نمونے، ہماری شبانہ روز دعاؤں اور مخلصانہ کوششوں کے نتیجہ میں ہماری اولادوں میں خلافت سے وابستگی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ محبت اور حضور کی اطاعت کا یہ حقیقی جذبہ پیدا ہو جائے تو پھر مزید کسی تربیت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اِس جذبہ کی برکت سے ان کا ہر رنگ میں تربیت کے اعلیٰ معیار پر پہنچ جانا ایک قدرتی امر ہے۔

اِس کے لئے ضروری ہے کہ ہم حضور ایدہ اللہ کی جاری فرمودہ تحریکات کی عظمت و اہمیت سے اپنی اولادوں کو آگاہ کریں اور انہیں خاص طور پر ان تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک کرتے رہیں جن کا تربیتِ اولاد سے نہایت گہرا تعلق ہے۔ ان میں سے تعلیم القرآن اور چندہ وقفِ جدید اطفال کی ہر دو تحریکات ایسی ہیں جن کے نتیجہ میں بچوں کے اندر دینی رُوح اور خدمت و فدائیت کا جذبہ پیدا ہو کر انہیں مجاہدینِ احمدیت میں شمولیت کا شرف عطا کر سکتا ہے اور وہ آگے چل کر غلبۂ اسلام کی گراں بہا ذمہ داریوں کو اُٹھانے کے قابل بن سکتے ہیں۔ **وقفِ جدید** کے مالی جہاد میں بچوں کی شمولیت ان میں مالی قربانی کا جذبہ پیدا کرنے کی ایک حتمی ضمانت ہے۔ اِسی طرح علومِ قرآنی سے بچوں کا آراستہ ہونا گویا روحانی اور عملی لحاظ سے ان کی کایا پلٹنے کے مترادف ہو گا۔ خود قرآنی علوم سیکھنے اور اپنی اولادوں کو قرآنی علوم سکھانے میں غفلت برتنے کے ہولناک انجام سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دل ہلا دینے والے الہام کے ذریعہ اطلاع دی گئی تھی۔ ۲۲ر نومبر ۱۹۰۲ء کی رات کو تین بج کر دو منٹ پر حضور علیہ السلام کو الہام ہوا:۔

مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ نَبْتَلِيْهِ بِذُرِّيَّةٍ فَاسِقَةٍ مُّلْحِدَةٍ يَمِيْلُوْنَ اِلَى الدُّنْيَا وَلَا يَعْبُدُوْنَنِيْ شَيْئًا۔

اِس لرزا دینے والے الہام کا ترجمہ اور تشریح درج کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جو شخص قرآنِ کریم سے کنارہ کرے گا ہم اُس کو ایک خبیث اولاد کے ساتھ مبتلا کریں گے جن کی ملحدانہ زندگی ہو گی۔ وہ دنیا پر گریں گے اور

میری پرستش سے اُن کو کچھ بھی حصہ نہ ہوگا۔ یعنی ایسی اولاد کا انجام بد ہوگا اور توبہ اور تقویٰ نصیب نہیں ہوگا" (العیاذ باللہ)

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی چکڑالوی حاشیہ صلا بحوالہ تذکرہ ص۴۵۷)

اگر ہم تربیتِ اولاد کی نہایت اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا اور اس ہولناک انجام سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم خود اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں کو خلافت سے وابستہ رکھتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور بالخصوص تعلیم القرآن اور چندہ وقفِ جدید اطفال کی ہر دو تحریکوں میں اپنی اولادوں کو بھی شامل کریں۔ آج ہماری اولادوں کی تربیت قرآن مجید سیکھنے سکھانے اور بچوں کو وقفِ جدید کے مالی جہاد میں شریک کرنے کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں تربیتِ اولاد کی اہمیت سمجھنے، اسلام کے پیش کردہ بنیادی اصولوں اور تفصیلی ہدایات کے مطابق اولاد کی تربیت کرنے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنی اولادوں کو دلی طور پر ہمیشہ خلافت کے ساتھ وابستہ رکھنے، انہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیرِ ہدایت انوارِ قرآنی سے منور کرنے اور انہیں وقفِ جدید کے مالی جہاد میں شامل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اُس ہولناک انجام سے محفوظ رہتے ہوئے جس کی وعید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں دی گئی ہے اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں، رحمتوں، اور برکتوں کے وارث بنیں۔

اے ارحم الرّاحمین تُو اپنے فضل سے ایسا ہی کر کیونکہ تیرے فضل کے بغیر ایسا ہونا ممکن نہیں۔ آمین یا ارحم الرّاحمین +　　(مسعود احمد دہلوی)

اسلام میں عُمدہ لوگ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اسلام میں عمدہ لوگ وہی گزرے ہیں جنہوں نے دین کے مقابلہ میں دنیا کی کچھ پرواہ نہ کی۔"

(ملفوظات جلد نہم ص۳۲۵)

―:(کلمات طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام):―

وفاداری اور اخلاص کے بغیر تم راستباز نہیں بن سکتے

دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہوگا جو وفاداری کو چھوڑ کر غدّاری کی راہ اختیار کرتا ہے

اِس لئے ضروری ہے کہ تم سچّا اخلاص اور صدق پیدا کرو!

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صدق و صفا اور اخلاص و وفا کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"تم لوگ جنہوں نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس بات پر ہرگز ہرگز مغرور نہ ہو جاؤ کہ جو کچھ تم نے پانا تھا پا چکے۔ یہ سچ ہے کہ تم اِن منکروں کی نسبت قریب تر بسعادت ہو جنہوں نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ تم نے حُسنِ ظن سے کام لے کر خدا تعالیٰ کے غضب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی۔ لیکن سچی بات یہی ہے کہ تم اِس چشمہ کے قریب آپہنچے ہو جو اِس وقت خدا تعالیٰ نے ابدی زندگی کے لئے پیدا کیا ہے لیکن پانی پینا ابھی باقی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے توفیق چاہو کہ وہ تمہیں سیراب کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کے بدُوں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو اِس چشمہ سے پئے گا وہ ہلاک نہ ہوگا کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا اور شیطان کے حملوں سے محفوظ کرتا ہے۔ اِس چشمہ سے سیراب ہونے کا کیا طریق ہے؟ یہی کہ خدا تعالیٰ نے جو دو حق تم پر قائم کئے ہیں ان کو بحال کرو اور پورے طور پر ادا کرو۔ ان میں سے ایک خدا کا حق ہے اور دوسرا مخلوق کا۔

اپنے خدا کو وحدہٗ لاشریک سمجھو جیسا کہ اِس شہادت کے ذریعہ تم اقرار کرتے ہو اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ کوئی محبوب مطلوب اور مطاع اللہ کے سوا نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا پیارا جملہ ہے کہ اگر یہ یہودیوں عیسائیوں یا دوسرے مشرک بُت پرستوں کو سکھایا جاتا اور وہ اس کو سمجھ لیتے تو ہرگز ہرگز تباہ اور ہلاک نہ ہوتے۔ اِسی ایک کلمہ کے نہ ہونے کی وجہ سے اُن

پر تباہی اور مصیبت آئی اور اُن کی رُوح مجذوم ہو کر ہلاک ہو گئی۔

ایسا ہی فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ یعنی کہدو وہ خدا ایک ہے۔ ھُوَ خدا کا نام ہے۔ وہ ایک ہے، وہ بے نیاز ہے، نہ کھانے پینے کی اس کو ضرورت ہے نہ زمان یا مکان کی حاجت، نہ وہ کسی کا باپ نہ بیٹا اور نہ کوئی اس کا ہمسر، اور وہ بے تغیر ہے۔ یہ چھوٹی سی سورت قرآن شریف کی ہے جو ایک سطر میں آجاتی ہے۔ لیکن دیکھو کس خوبی اور عمدگی کے ساتھ ہر قسم کے شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ کی گئی ہے حصر عقلی میں شرک کے جس قدر اقسام ہو سکتے ہیں اُن سے اُس کو پاک بیان کیا ہے۔ جو چیز آسمان اور زمین کے اندر ہے وہ ایک تغیر کے نیچے ہے مگر خدا تعالیٰ نہیں ہے۔ اب یہ کیسی صاف اور ثابت شدہ صداقت ہے۔ دماغ اسی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ نورِ قلب جس کی شریعت دل میں ہے اس پر شہادت دیتا ہے۔ قانونِ قدرت اسی کا مؤید و مصدق ہے۔ یہاں تک کہ ایک ایک پتہ اس پر گواہی دیتا ہے پس اُس کو شناخت کرنا ہی عظیم الشان بات ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو قرآن شریف میں یہ چھوٹی سی سورت نازل کی یہ ایسی ہے کہ اگر توریت کے سارے دفتر کی بجائے اس میں اسی قدر ہوتا تو یہود تباہ نہ ہوتے اور انجیل کے اتنے بڑے مجموعہ کو چھوڑ کر اگر یہی تعلیم ان کو دی جاتی تو آج دنیا کا ایک بڑا حصہ ایک مُردہ پرست قوم نہ بن جاتا۔

یہ خدا کا فضل ہے جو اسلام کے ذریعہ مسلمانوں کو ملا اور اس فضل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔ جس پہلو سے دیکھو مسلمانوں کو بہت بڑے فخر اور ناز کا موقع ہے۔ مسلمانوں کا خدا پتھر، درخت، حیوان، ستارہ یا کوئی مُردہ انسان نہیں ہے بلکہ وہ قادرِ مطلق خدا ہے جس نے زمین و آسمان کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے پیدا کیا اور وہ حيّ و قیّوم ہے۔

مسلمانوں کا رسول وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی نبوت اور رسالت کا دامن قیامت تک دراز ہے۔ آپ کی رسالت مُردہ رسالت نہیں بلکہ اُس کے ثمرات اور برکات تازہ بتازہ ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں جو اُس کی صداقت اور ثبوت کی ہر زمانہ میں دلیل ٹھہرتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت بھی خدا نے ان فیوضوں اور برکات اور فیوض کو جاری کیا ہے اور مسیح موعود کو بھیج کر نبوتِ محمدیہ کا ثبوت آج بھی دیا ہے اور پھر اس کی دعوت ایسی عام ہے کہ کُل دنیا کے لئے ہے۔ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا اور پھر فرمایا مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

کتاب دی تو ایسی کامل، ایسی محکم اور یقینی کہ لَا رَيْبَ فِيْهِ اور فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ اور آیت

مُحْکَمٰتٌ ۔ قَوْلٌ فَصْلٌ ۔ مِیْزَانٌ ۔ مُھَیْمِنٌ ۔

غرض ہر طرح سے کامل اور مکمل دین مسلمانوں کا ہے جس کے لئے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا کی مُہر لگ چکی ہے۔ پھر کس قدر افسوس ہے مسلمانوں پر کہ وہ ایسا کامل دین جو رضاءِ الٰہی کا موجب اور باعث ہے رکھ کر بھی بے نصیب ہیں اور اس دین کے برکات اور ثمرات سے حصہ نہیں لیتے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے جو ایک سلسلہ ان برکات کو زندہ کرنے کے لئے قائم کیا تو اکثر انکار کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے اور لَسْتَ مُرْسَلًا اور لَسْتَ مُؤْمِنًا کی آوازیں بلند کرنے لگے۔

یاد رکھو خدا تعالیٰ کی توحید کا اقرار محض ان برکات کو جذب نہیں کر سکتا جو اس اقرار اور اس کے دوسرے لوازمات یعنی اعمالِ صالحہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ توحید اعلیٰ درجہ کی جُز ہے جو ایک سچے مسلمان اور ہر خدا ترس انسان کو اختیار کرنی چاہیئے۔ مگر توحید کی تکمیل کے لئے ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ محبتِ الٰہی ہے یعنی خدا سے محبت کرنا۔ قرآن شریف کی تعلیم کا اصل مقصد اور مدعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ جیسا وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ ہے ایسا ہی محبت کی رُو سے بھی اُس کو وحدہٗ لاشریک یقین کیا جاوے۔ اور کُل انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کا اصل منشاء ہمیشہ یہی رہا ہے۔ چنانچہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جیسے ایک طرف توحید کی تعلیم دیتا ہے ساتھ ہی توحید کی تکمیلِ محبت کی ہدایت بھی کرتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے یہ ایک ایسا پیارا اور پُر معنی جملہ ہے کہ اِس کی مانند ساری توراۃ اور انجیل میں نہیں اور نہ دنیا کی کسی اَور کتاب نے کامل تعلیم دی ہے۔ اِلٰہ کے معنی ہیں ایسا محبوب اور معشوق جس کی پرستش کی جاوے گویا اسلام کی یہ اصل، محبت کے مفہوم کو پُورے اور کامل طور پر ادا کرتی ہے۔ یاد رکھو کہ جو توحید بدوں محبت کے ہو وہ ناقص اور ادھوری ہے۔

خدا کے ساتھ محبت کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہی کہ اپنے والدین، جورو، اپنی اولاد، اپنے نفس، غرض ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کر لیا جاوے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسا تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت محبت کے ساتھ یاد کرو۔ اب یہاں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ تعلیم نہیں دی کہ تم خدا کو باپ کہا کرو بلکہ اس لئے یہ سکھایا ہے کہ نصاریٰ کی طرح دھوکہ نہ لگے اور خدا کو باپ کر کے پکارا نہ جاسکے۔ اور اگر کوئی کہے کہ پھر باپ سے کم درجہ کی محبت ہوئی تو اس اعتراض کے رفع کرنے کے لئے اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا رکھ دیا۔ اگر اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا نہ ہوتا تو یہ اعتراض ہو سکتا تھا مگر

اب اُس نے اِس کو حل کر دیا۔ جو باپ کہتے ہیں وہ کیسے گوارا کرے کہ ایک عاجز کو خدا کہہ اُٹھے۔

بعض الفاظ ابتلاء کے لئے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو نصاریٰ کا ابتلاء منظور تھا اس لئے ان کی کتابوں میں انبیاء کی یہ اصطلاح ٹھہر گئی۔ مگر چونکہ وہ حکیم اور علیم ہے اس لئے پہلے ہی سے لفظ اَب کو کثیر الاستعمال کر دیا۔ مگر نصاریٰ کی بدقسمتی کہ جب مسیح نے یہ لفظ بولا تو انہوں نے حقیقت پر حمل کر لیا اور دھوکہ کھایا۔ حالانکہ مسیح نے یہ کہہ کر کہ تمہاری کتابوں میں لکھا ہے کہ تم اِلٰہ ہو اس شرک کو مٹانا چاہا اور ان کو سمجھانا چاہا مگر نادانوں نے پرواہ نہ کی اور ان کی اس تعلیم کے ہوتے ہوئے بھی اُن کو ابن اللہ قرار دے ہی لیا۔ یہودیوں کو بھی اس قسم کا ابتلاء آیا۔ چونکہ موذی قوم تھی ان کی درخواست پر مَن وسلویٰ نازل ہوا کیونکہ یہ طاعون پیدا کرنے کا مقدمہ تھا۔ اللہ تعالیٰ چونکہ جانتا تھا کہ وہ حد سے نکل جائیں گے اور ان کی سزا طاعون تھی اس لئے پہلے سے وہ اسباب رکھ دیئے۔

مَیں پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہوں کہ اصل توحید کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پُورا حصہ لو۔ اور یہ محبت ثابت نہیں ہو سکتی جب تک عملی حصہ میں کامل نہ ہو، نری زبان سے ثابت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی مصری کا نام لیتا رہے تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ شیریں کام ہو جاوے۔ یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف اور اقرار کرے مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اس کی امداد اور دستگیری سے پہلوتہی کرے تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ اِسی طرح پر اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اس کے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں ہے۔ نہیں، میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔ اِس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو۔ اور یہی اسلام ہے۔ یہی وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے۔ پس جو اِس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا جو خدا تعالیٰ نے اِس غرض کے لئے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔ اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالبِ صادق کو چاہیئے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اِس چشمہ جاری کے کنارے اپنا مُنہ رکھ دے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اُتار کر آستانۂ ربوبیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کرے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گئے۔ اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔ پس تم میں سے

ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے کہ ابراہیم بنے۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو۔

تم ان راہوں سے آؤ۔ بے شک وہ تنگ راہیں ہیں لیکن ان سے داخل ہو کر راحت اور آرام ملتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ اس دروازہ سے بالکل ہلکے ہو کر گذرنا پڑے گا۔ اگر بہت بڑی گٹھڑی سر پر ہو تو مشکل ہے۔ اگر گذرنا چاہتے ہو تو اس گٹھڑی کو جو دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی گٹھڑی ہے پھینک دو۔ ہماری جماعت خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاہیئے کہ اس کو پھینک دے۔ تم یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم میں وفاداری اور اخلاص نہ ہو تو تم جھوٹے ٹھہرو گے اور تم خدا تعالیٰ کے حضور راستباز نہیں بن سکتے۔ ایسی صورت میں دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہو گا جو وفاداری کو چھوڑ کر غدّاری کی راہ اختیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ فریب نہیں کھا سکتا اور نہ کوئی اُسے فریب دے سکتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو۔"

(الحکم ۱۷ جولائی ۱۹۰۲ء بحوالہ ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۹)

صدقۂ جاریہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک عمل انسان کا جو اس کے مرنے کے بعد اس کے آثار دنیا میں قائم رہیں وہ اس کے واسطے موجب ثواب ہوتا ہے مثلاً انسان کا بیٹا ہو وہ اُسے دین سکھلائے اور دین کا خادم بنائے تو یہ اُس کے واسطے صدقۂ جاریہ ہے جس کا ثواب اُس کو ملتا رہے گا۔" (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۴۵، ۲۴۶)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اَلْقَصِيْدَةُ فِيْ شَاْنِ الْقُرْاٰنِ

(قرآن مجید کی شان میں قصیدہ)

وَإِذَا أَرَىٰ وَجْهًا ÷ بِأَنْوَارِ الْجَمَالِ مُصَبَّغًا　　فَدَرَى الْمُعَارِضُ أَنَّهٗ ÷ أَلْغَى الْفَصَاحَةَ أَوْ لَغَا

اور جب قرآن نے اپنا چہرہ دکھایا جو انوارِ جمال سے رنگین تھا تو معارض سمجھ گیا کہ وہ قرآن کے معارضہ میں فصاحت بلاغت سے دور رہا ہے اور لغو بک رہا ہے

إِقْبَلْ عُيُوْنَ عُلُوْمِهٖ ÷ أَوْ أَعْرِضَنْ مُسْتَوْلِغًا　　وَاتْبَعْ هُدَاهُ أَوْ ÷ اِعْصِهٖ إِنْ كُنْتَ مِلْغًا مِتْغَا

اس کے علوم کے چشمے قبول کر یا بے حیا بیباک کی طرح کنارہ کر اور اسکی ہدایت کا فرمانبردار ہو جا یا اگر تو احمق فحش گو اور دین کو تباہ کرنیوالا ہے تو نافرمان بن جا

مَا غَادَرَ الْقُرْاٰنُ فِيْ ÷ الْمَيْدَانِ شَابًّا مُزْرِغًا　　قَتَلَ الْعِدَا رُعْبًا ÷ وَإِنْ بَارَ الْعَدُوُّ مُسَبَّغًا

قرآن نے میدان میں کسی ایسے جوان کو نہ چھوڑا جو جوانی میں بھرا ہوا تھا دشمنوں کو اپنے رعب سے قتل کیا اگرچہ دشمن زرہ پہن کر آیا۔

قَدْ أَنْكَرُوْا جَهْلًا وَمَا ÷ بَلَغُوْهُ عِلْمًا مَبْلِغًا　　حَتّٰى انْثَنَوْا كَالْخَائِبِيْنَ ÷ وَأَضْرَمُوْا نَارَ الْوَغَا

مخالفوں نے جہل سے انکار کیا اور اس کے مقامِ بلند تک ان کا علم نہ پہنچ سکا یہاں تک کہ مقابلہ سے نومید ہو گئے اور جنگ کی آگ کو بھڑکایا

أَعْطَى الْوَرٰى بِدِلَائِهٖ ÷ مَاءً مَعِيْنًا سَيِّغًا　　أَرْوَى الْخَلَائِقَ كُلَّهُمْ ÷ إِلَّا لَئِيْمًا أَبْدَغَا

اس نے اپنے ڈولوں کے ساتھ خلقت کو خوشگوار پانی پلایا اور تمام خلقت کو سیراب کیا بجز اس کے جو لئیم اور بدی سے آلودہ تھا۔

مَنْ جَاءَهٗ مُتَبَخْتِرًا ÷ وَأَرَى مُدًى أَوْ مِبْزَغًا　　فَتَرَاهُ مَغْلُوْبًا عَلٰى ÷ تُرْبِ الْهَوَانِ مُمَرَّغًا

جو شخص اس کے آگے تکبر سے خراماں آیا اور اپنی کاردیں اور نشتر دکھلائے پس تو اس کو دیکھے گا کہ وہ مغلوب ہو گیا اور ذلت کی خاک پر لیٹا۔

سَيْفٌ يُكَسِّرُ ضِرْسَ مَنْ ÷ بَارَا وَجَاءَ مُتَشَغِّغًا　　أَسَدٌ يُمَزِّقُ صَوْلُهٗ إِنْ ÷ رَاغَ جَمَلٌ أَوْ رَغَا

وہ ایک تلوار ہے جو اسکے دانت توڑتی ہے جو اس کے مقابل پر آیا۔ وہ ایک شیر ہے اسکا حملہ اس اونٹ کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے جس نے اسکی طرف منہ کیا یا آواز بلند کی۔

(نور القرآن حصہ اول)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

زِ فکرِ باطل استغفار کردن

(فضول خیالات سے استغفار کرنا ضروری ہے)

پس از مُردن شود معلومت اے یار   خلافِ رائے سلطاں کار کردن

اے دوست تجھے مرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ خدا کی مرضی کے برخلاف کام کرنے کا کیا نتیجہ ہے

کمر بستن برائے خدمتِ بُت   نشانش بر بدن زنّار کردن

بُت کی خدمت کے لئے تیار ہوجانے کا اور جسم پر اس کے نشان کے زنّار بنانے کا کیا نتیجہ ہے۔

رہِ نیکاں گرفتن ہمچو نیکاں!   زِ فکرِ باطل استغفار کردن

نیک بختوں کی طرح نیکوں کا طریقہ اختیار کرنا اور فضول خیالات سے استغفار کرنا ضروری ہے

بخوابِ موت آں شخصے کہ خسپید   نمے برخیزد از بیدار کردن

جو شخص ایک دفعہ موت کی نیند سو گیا وہ جگانے سے نہیں اُٹھ سکتا۔

سر از فرمانِ آں حاکم مبردار   کہ دارد قدرتِ بردار کردن

اُس حاکم کے حکم سے سرتابی نہ کر جو پھانسی پر چڑھانے کی قدرت رکھتا ہو

بباید جُست از مردانِ حق دیں   نہ میل و طمع در دینار کردن

مردانِ خدا سے دین حاصل کرنا چاہیئے اشرفیوں سے طمع اور محبت نہیں رکھنی چاہیئے

بکوری ہرچہ ماند غیر معلوم   سوالش از اولی الابصار کردن

جو بات اپنی نابینائی کی وجہ سے معلوم نہ ہو وہ اہلِ بصیرت سے دریافت کرنی چاہیئے۔

(تشحیذ الاذہان - دسمبر ۱۹۰۹ء)

آیاتِ بیّنات اور تائیداتِ سماوی کا منبع

مقامِ قرب کا حصول اور ایک نہایت ضروری احتیاط

(سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ)

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے متعدد خطبات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ بیت اللہ کی از سرِ نو تعمیر کے تیئیس ۲۳ مقاصد پر روشنی ڈال کر اس امر کو بڑے زور اور پُر اثر انداز میں واضح فرمایا ہے کہ یہ سب مقاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ذریعہ نہایت شان سے پُورے ہوئے۔ اس ضمن میں حضور نے ۱۲ مئی ۱۹۶۷ء کے خطبۂ جمعہ میں سورۂ آل عمران کی آیات ۹۷، ۹۸ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ج کی رُو سے تعمیر بیت اللہ کا چوتھا مقصد اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ کو قرار دیا اور واضح فرمایا کہ بیت اللہ ایسی آیاتِ بیّنات اور تائیداتِ سماوی کا منبع ہے جو ہمیشہ زندہ رہیں گی۔ چنانچہ حضور اِس امر کو واضح کرتے ہوئے کہ یہ مقصد بھی کس شان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ کے ذریعہ پُورا ہوا فرماتے ہیں:-

"چوتھی غرض تعمیرِ کعبہ سے یہ تھی یا یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کا چوتھا وعدہ یہ تھا کہ فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ۔ مَیں نے بتایا تھا کہ اِس فقرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ خدا کا یہ گھر ایسی آیات بیّنات اور ایسے نشانات اور تائیداتِ سماوی کا منبع بنے گا جو ہمیشہ کے لئے زندہ رہیں گی یعنی اِس کی تعمیر سے ایسی اُمتِ مسلمہ کا قیام مدِ نظر تھا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے نشان قیامت تک دنیا پر ظاہر ہوتے رہیں۔

قرآن کریم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ صرف اس کی اتباع کے نتیجہ میں قیامت تک کے لئے یہ دروازہ کھولا گیا ہے۔ اور یہ کہ ہر قوم اور ہر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو اس کی برکتوں سے حصہ

لیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنے نشانوں کو ظاہر کرتا رہے گا۔

آیاتِ بیّنات پہلے انبیاء کو بھی دی گئی تھیں لیکن وہ ایسی آیات بیّنات تھیں جن کا تعلق صرف ان کی قوم اور ان کے زمانہ سے تھا، تمام بنی نوع انسان سے اُن کا تعلق نہ تھا اور ہر زمانہ سے ان کا کوئی واسطہ نہ تھا۔ لیکن اِن آیات میں تو مضمون ہی یہ بیان ہُوا ہے کہ یہ وہ مقاصد ہیں جن کا تعلق تمام بنی نوع انسان کے ساتھ ہے، ہر قوم اور ہر زمانہ کے ساتھ ہے، اِسی لئے اِس مضمون کی ابتدا ہی اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ میں لِلنَّاس کے ساتھ کی گئی ہے۔

پس اگرچہ آیاتِ بیّنات پہلی اُمتوں کو بھی دیئے گئے لیکن ایسے آیات بیّنات جن کا تعلق ہر قوم اور ہر زمانہ سے تھا وہ صرف اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے بَلْ هُوَ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۗ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ (سورۃ عنکبوت آیت ۵۰)۔ اِس آیہ کریمہ میں یہ مضمون بیان ہُوا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسیہ سے ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جنہیں کامل علم اور کامل معرفت عطا ہوتی رہے گی اور اس کامل معرفت کے نتیجہ میں ان کے دلوں میں اپنے رب کیلئے کامل خوف بھی پایا جائے گا اور اس کے نتیجہ میں ان کے دلوں میں اپنے رب کے لئے کامل محبّت بھی پیدا کی جائے گی اور وہ اپنے رب کی قدر کرنے والے ہوں گے۔ تو ایسے لوگ چونکہ پیدا ہوتے رہیں گے اِس لئے وہ آیات بیّنات، جن کا قرآن کریم کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم مجسّم ہے آیاتِ بیّنات سے۔ وہ ان سینوں سے نکلتے رہیں گے اور اس روشنی سے دنیا ہمیشہ منوّر ہوتی رہے گی۔ لیکن کچھ لوگ اُمتِ مسلمہ میں ایسے بھی پیدا ہوں گے جو ظالم ہوں گے اور قرآن کریم کے فیوض کے ان دروازوں کو اپنے پر بند کرنے والے ہو گے، ایسے لوگوں کے ذریعہ سے بے شک اللہ تعالیٰ کی آیاتِ بیّنات ظاہر نہیں ہوں گی لیکن اُوْتُوا الْعِلْمَ یعنی وہ لوگ جنہیں کامل علم عطا کیا جائے گا وہ ہمیشہ اُمّتِ مسلمہ میں پیدا ہوتے رہیں گے اور آیاتِ بیّنات کا دروازہ قیامت تک اُمّتِ مسلمہ پر کُھلا رہے گا۔ یہ صرف ایک دعویٰ ہی نہیں بلکہ تاریخ اسلام شاہد ہے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سچائی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے زمین اور آسمان اور ہر زمانہ کو نشانوں سے بھر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"دوسری علامت سچے مذہب کی یہ ہے کہ مُردہ مذہب نہ ہو بلکہ جن برکتوں اور عظمتوں کی ابتداء میں اس میں تخم ریزی کی گئی تھی وہ تمام برکتیں اور عظمتیں نوعِ انسان کی بھلائی

کیلئے ایسے آخر دنیا تک موجود رہیں تا موجودہ نشان گزشتہ نشانوں کے لیے مصدق ہو کر اس سچائی کے نور کو قصہ کے رنگ میں نہ ہونے دیں۔ سو میں ایک مدت دراز سے لکھ رہا ہوں کہ جس نبوت کا ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ کیا تھا اور جو دلائل آسمانی نشانوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کئے تھے وہ اب تک موجود ہیں اور پیروی کرنے والوں کو ملتے ہیں تا وہ معرفت کے مقام تک پہنچ جائیں اور زندہ خدا کو براہ راست دیکھ لیں۔" (تبلیغ رسالت جلد ۶ صفحہ ۱۲)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "تصدیق النبی" میں فرماتے ہیں:۔

"چوتھا معجزہ قرآن شریف کا اس کی روحانی تاثیرات ہیں جو ہمیشہ اس میں محفوظ چلی آتی ہیں یعنی یہ کہ اس کی پیروی کرنے والے قبولیتِ الٰہی کے مراتب کو پہنچتے ہیں اور مکالماتِ الٰہیہ سے مشرف کئے جاتے ہیں، خدا تعالیٰ ان کی دعاؤں کو سنتا اور انہیں محبت اور رحمت کی راہ سے جواب دیتا ہے اور بعض اسرارِ غیبیہ پر نبیوں کی طرح ان کو مطلع فرماتا ہے اور اپنی تائید اور نصرت کے نشانوں سے دوسری مخلوقات سے انہیں ممتاز کرتا ہے۔ یہ بھی ایسا نشان ہے جو قیامت تک اُمتِ محمدیہ میں قائم رہے گا اور ہمیشہ ظاہر ہوتا چلا آیا ہے اور اب بھی موجود اور متحقق الوجود ہے۔"

(تصدیق النبی صفحہ ۲۳)

اسی طرح "کتاب البریہ" میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جس قدر اسلام میں اسلام کی تائیدیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی گواہی میں آسمانی نشان بذریعہ اِس اُمت کے اولیاء کے ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں ان کی نظیر دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی ترقی آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ہمیشہ ہوتی رہی ہے اور اس کے بے شمار انوار و برکات نے خدا تعالیٰ کو قریب کر کے دکھا دیا ہے۔ یقیناً سمجھو کہ اسلام اپنے آسمانی نشانوں کی وجہ سے کسی زمانہ کے آگے شرمندہ نہیں ہے۔" (کتاب البریہ صفحہ ۹۱)

اس کے بعد اسی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا وجود دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے لاکھوں کی تعداد میں ان آیات بینات کو ظاہر فرمایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اسلام کی صداقت پر ایک زندہ گواہ تھا۔ تازہ بتازہ

نشان آسمان سے بارش کی طرح اُتر رہے تھے اور صرف وہ آنکھ جس پر تعصب کی پٹی بندھی ہوئی تھی ان نشانوں کے دیکھنے سے محروم تھی۔ ذرا سی عقل رکھنے والا، سمجھ رکھنے والا جو بے تعصب تھا وہ ان نشانوں سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ان آیات بیّنات کا خاتمہ نہیں ہو گیا بلکہ احیاءِ دین کے نتیجہ میں ایک تازگی اسلام کے اندر پیدا ہوئی اور وہ دروازہ جو بعض لوگوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے اپنے پر بند کر دیا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ثابت کیا کہ وہ کھُلا ہے بند نہیں ہے۔ آپؑ کے بعد آپؑ کے خلفاء کے ذریعہ نشانوں کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ کی زندگی ان لوگوں کی زندگی تھی جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اُوْتُوا الْعِلْمَ آیۂ مذکورہ میں بیان کیا ہے۔ یہی حال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا تھا۔ سینکڑوں اور ہزاروں نشان دنیا نے آپ کے ذریعہ دیکھے اور اب بھی یہ دروازہ بند نہیں ہے۔ **ابھی چند دن کی بات ہے نماز فجر سے قبل میں استغفار میں مشغول تھا، ایک خوف سا مجھ پر طاری تھا اور میں اپنے رب سے اس کی مغفرت کا طالب ہو رہا تھا، اُس وقت اچانک میں نے محسوس کیا کہ ایک غیبی طاقت نے اپنے تصرف میں لے لیا ہے اور میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے "قیامِ دین" اور پھر ایک دھکے کے ساتھ جس نے میرے سارے جسم کو ہلا دیا میں پھر بیداری کے عالم میں آ گیا اور اس کی تفہیم مجھے یہ ہوئی کہ موجودہ سلسلۂ خطبات کے ذریعہ جو پروگرام میں جماعت کے سامنے رکھنے والا ہوں اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دینِ اسلام کو قائم کرے گا، اس کے استحکام کے سامان پیدا کرے گا، انشاء اللہ۔**

تو ہزاروں نشانات ہیں جن کا سلسلہ خلافتِ مسیح محمدی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے جاری کیا ہے۔ مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ چونکہ خلیفۂ راشد فنا کے اور ہستی کے مقام پر ہوتا ہے اس لئے عام طور پر وہ ایسی باتوں کا اظہار نہیں کیا کرتا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبت کے اظہار کی باتیں ہوتی ہیں سوائے ایسی باتوں کے جن کا تعلق سلسلہ کے ساتھ ہو اور جن کا بتایا جانا ضروری ہو۔ بلکہ اپنے تجربہ کی بنا پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ خلفائے راشدین کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ منع کرتا رہا ہے کہ اپنے مقامِ

قرب کا کھل کر اظہار نہ کیا کریں اور اپنے ذاتی تجربہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرمان اور تاریخی گواہیوں کے پیش نظر میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ تاریخ نے خلفاء راشدین سابقین کی صرف چند آیات بیّنات محفوظ کی ہیں مثلاً میرے خیال میں پانچ دس سے زیادہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نشانات بیان نہیں کئے۔ یعنی جو پیش خبریاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دی گئیں یا جو بشارتیں آپ کو دی گئیں ان میں سے چند ایک تاریخ میں محفوظ ہیں زیادہ نہیں ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہزارہا پیش خبریاں اور مکالمے مخاطبے ان بزرگ خلفاء راشدین سے ہوتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان تو حق اور صداقت ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن تاریخ خاموش ہے۔ نتیجہ یہ نکالنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ ان باتوں کا پبلک میں اظہار نہیں کیا کرتے تھے سوائے ضرورت کے وقت کے، سوائے اُن باتوں کے جن کا سلسلہ کے نظام سے تعلق ہو اور ان کا بتایا جانا ضروری ہو۔ مثلاً ایک وقت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جب جماعت کے خلاف بہت فتنہ و فساد تھا فرمایا تھا کہ جن باتوں کا مجھے علم ہے اگر میں تمہیں بتا دوں تو تمہارا زندہ رہنا ہی مشکل ہو جائے گا (الفاظ مجھے یاد نہیں مفہوم اسی قسم کا تھا)۔

میں بتا یہ رہا ہوں کہ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ کا جو وعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا گیا تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وعدہ کو پورا کرنے والے ہیں اور تاریخ اس بات پر شاہد ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں دنیا نے اللہ تعالیٰ کے لاکھوں نشانات کا مشاہدہ کیا ہے۔ اور آپؑ کے بعد آپؑ کے خلفاء کے ذریعہ سے بھی اور دوسرے جو بزرگ جماعتِ احمدیہ میں پائے جاتے ہیں اُن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نشان ظاہر کرتا رہتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت کے طفیل آپؑ کے ماننے والوں پر یہ حقیقت بھی وضاحت کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے کہ اس قسم کی باتیں عام طور پر ظاہر نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ ان کے نتیجہ میں انانیت پیدا ہوتی ہے اور بعض دفعہ یہ خطرہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو انسان مول لینے والا نہ ہو جائے۔

تو قرآن کریم سے نیز جو نمونہ اولیاء اُمت کا تاریخ میں محفوظ ہے اور جو سلوک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق اور اپنی رضا کی راہوں میں فدا ہونے والوں سے اللہ تعالیٰ کرتا رہا ہے اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے اور اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ تمام اقوام میں اور ہر زمانہ میں آیات بیّنات موجود ہیں اور ان کا تعلق صرف مسلمانوں سے ہے۔ دوسرے مذاہب نہ ایسا دعویٰ کر سکتے ہیں اور نہ اسے ثابت کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔" (الفضل ۲۱ مئی ۱۹۶۷ء)

خدائی سلسلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ایک قدیم سُنّت

مشکلات کے باوجود اُن کا قدم ترقی کی طرف اُٹھتا چلا جاتا ہے

(مکرّم پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔ اے)

روحانی سلسلوں پر کچھ تاریک گھڑیاں بھی آتی ہیں جن میں کمزور ایمان والے گھبرا جاتے ہیں۔ مگر وہ جو قوی ایمان رکھتے ہیں درمیانی ابتلاؤں سے گھبراتے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشانات کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کے وعدوں پر کامل یقین رکھتے ہوئے اس کے دین کے غلبہ کے دن کو قریب تر لانے کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنی جد و جہد میں کمی نہیں آنے دیتے۔

اسلام کے ابتدائی دَور میں جنگ اُحد کے موقع پر جب خزرج اور اوس قبائل کے بعض نومسلم گھبرا گئے اور ان کے قدم لڑکھڑا گئے تھے تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی تسلّی کے لئے فرمایا اب تو پھر بھی تمہاری حالت پہلے سے بہتر ہے۔ جنگ بدر میں تو تمہاری حالت بہت ہی پتلی تھی۔ جو خدا تمہاری اُس وقت مدد کر سکتا تھا کیا اب تمہاری مدد نہیں کر سکتا؟ پس تم خدا سے ڈرو، اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کر دے گا کہ فتح و نصرت کو اپنی طرف آتے تم خود دیکھ لوگے اور تمہارے دل شکر کے جذبات سے بھر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اِس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ
عَلِيْمٌ ٥ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا
وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ٥ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ
اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ج فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ٥ (آل عمران ع ۱۳)

ترجمہ۔ اور (اس وقت کو یاد کر) جب تُو اپنے اہل کے پاس سے نکل کر صبح صبح اس لئے گیا تھا کہ مومنوں کو جنگ کے لئے مقررہ جگہوں پر بٹھا دے اور اللہ (تیری دعائیں) بہت سُننے والا (اور تم لوگوں کے حالات کو) خوب جاننے والا ہے۔ (پھر اُس وقت کو بھی یاد کر) جب (کہ ان

حالات کو دیکھ کر) تم میں سے دو گروہ بزدلی دکھانے پر تیار ہو گئے تھے، حالانکہ اللہ ان کا دوست تھا اور مومنوں کو تو اللہ پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیئے اور (اس سے پہلے بدر (کی جنگ) میں جبکہ تم حقیر تھے اللہ یقیناً تمہیں مدد دے چکا ہے۔ سو تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم شکر گزار بنو"

رُوحانی سلسلے ابتداءً بہت کمزور حالت میں ہوتے ہیں۔ ان کے ماننے والوں کی تعداد بہت قلیل ہوتی ہے اور دُنیا کے مقابلہ میں ان کے وسائل محدود بلکہ معدوم ہوتے ہیں۔ مگر خدائی نصرت و تائید اور فتح اور غلبہ کے وعدے ان کے ساتھ ہوتے ہیں اور ان پر انہیں کامل یقین ہوتا ہے مشکلات آتی ہیں مگر وہ ان سے گھبراتے نہیں کیونکہ انہیں یہ نظر آ رہا ہوتا ہے کہ خدائی منشاء کے مطابق اس کے فرشتے ان کی فتح و غلبہ کے لئے راہ ہموار کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اسی طرف ذیل کی آیت اشارہ کر رہی ہے:-

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ○ (آل عمران ع۱۳)

یعنی جنگ اُحد کے موقع پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کی تسلّی کے لئے فرمایا کیا خدا کے تین ہزار فرشتے جو تمہاری مدد کے لئے آ رہے ہیں کافی نہیں ہوں گے؟

پس مشکلات اور مصائب کے اوقات میں اللہ تعالیٰ اپنے روحانی سلسلوں کی تائید و نصرت کے لئے غیب سے سامان پیدا کرتا ہے، اس طرح کہ دنیا انہیں دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے۔ دشمن انہیں ہلاک کرنے کے منصوبے بناتا ہے اور اپنی پوری طاقت کے ساتھ اُن پر حملہ آور ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ خارق عادت طور پر انہیں ہر شر سے محفوظ رکھتا اور بچا لیتا ہے، اس طرح کہ اپنے تو اپنے غیر بھی اس پر حیرت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہتے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے یہ نشانات اس امر کی دلیل ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہے۔ اور جس کے ساتھ خدا ہو وہ مشکلات و مصائب اور درمیانی ابتلاؤں کی پرپشہ کے برابر بھی پرواہ کئے بغیر خدا تعالیٰ پر کامل توکّل کرتے ہوئے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

سلسلۂ عالیہ احمدیہ خدا کا قائم کردہ سلسلۂ حقہ ہے، اس کی باگ ڈور تمامتر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ انسانی کوششوں اور انسانی منصوبوں کا نتیجہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا اپنے ہاتھ سے لگایا ہوا پودا ہے جو پھلے گا اور پھولے گا اور دُنیا اس کے سایہ تلے امن پائے گی۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ اس کا نگہبان رہے گا۔ اُس کے فرشتے اس سلسلہ کی کامیابی اور فتح اور غلبہ کو قریب تر لانے کے لئے دن رات مصروف رہیں گے اور اس کے لئے راہ ہموار کرتے چلے جائیں گے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام دنیا میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھیگا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پُورا کریگا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پہ برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اَے سُننے والو! اِن باتوں کو یاد رکھو اور اِن پیشں خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۲-۲۳)

نیز حضورؑ فرماتے ہیں :-

"اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اِس جماعت کو تمام مُلکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور بُرہان کی رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اِس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۲)

ایک زمانہ تھا کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکیلے تھے مگر آج خدا کے فضل سے یہ حال ہے کہ آپؑ کے ماننے والے لاکھوں کی تعداد میں نہ صرف پاکستان اور ہندوستان میں بلکہ افریقہ کے مختلف ممالک نائیجیریا، سیرالیون، غانا، تنزانیہ، یوگنڈا وغیرہ میں ایشیا کے مختلف ممالک مثلاً انڈونیشیا ملیشیا اور فجی میں اور عیسائیت کے مرکز یورپ کے کئی ممالک اور جزائر میں موجود ہیں۔ دنیا بھر میں خدا فضل سے اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کے مراکز قائم ہیں جہاں سے اللہ کا نام بلند کیا جا رہا ہے۔ ہر قوم کی سعید رُوحیں خدا کے فضل سے حلقہ بگوشِ اسلام ہوتی جا رہی ہیں۔ جس طرح مسلمانوں کی ابتدائی حالت کو دیکھتے ہوئے جنگ بدر کی فتح اس امر کی بیّن دلیل تھی کہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت ان کے شاملِ حال

ہے۔ اسی طرح موجودہ زمانہ میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ دنیا بھر کے مختلف ممالک میں تبلیغ کے مراکز کا قیام اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں کامیابی اس امر کی بیّن دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اس بظاہر قلیل جماعت کے شامل حال ہے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے دلوں پر تصرّف کر رہے ہیں اور اس سلسلہ کی رُوحانی فتح و غلبہ کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جس وقت کوئی آسمانی مصلح زمین پر آتا ہے تو اس کے ساتھ فرشتے آسمان سے اُترکر مستعد لوگوں کو حق کی طرف کھینچتے ہیں۔" (ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۰۱)

ہمیں یقین کامل ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ اس وقت تک اس سلسلہ کی حفاظت کرتا چلا آیا ہے آئندہ بھی انشاء اللہ وہی اس کا حافظ و ناصر ہوگا۔ درمیانی مشکلات، ابتلاء اور فتنے اس کی ترقی کی رفتار کو دھیما نہ کر سکیں گے بلکہ جس طرح دریا کی روانی میں روک اس کی رفتار کو تیز تر کرنے کا باعث ہوتی ہے اسی طرح مشکلات اور ابتلاء اس روحانی سلسلہ کی ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنے کا باعث ہوں گے اور خدا کے مسیح کا غلبۂ اسلام کے متعلق یہ بات پُوری ہوتی دنیا دیکھے گی کہ:۔

"وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔" (تذکرۃ الشہادتین)

انشاء اللہ العزیز۔

اس دَوران ابتلاء آئیں گے۔ اور اندرونی اور بیرونی فتنے پیدا ہوں گے۔ مگر یہ ابتلاء اور یہ فتنے جماعت کی ترقی کو روک نہ سکیں گے۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ابتلاء آئیں گے۔ مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا۔ اور اپنے وعدہ کو پُورا کرے گا۔" (تجلّیاتِ الٰہیہ)

خدا کی طرف جھکنے والے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"توکّل کرنے والے اور خدا کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے۔"
(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۳۲۵)

جماعت احمدیہ کے ذریعہ رونما ہونے والا روحانی انقلاب

(مکرم جناب نسیم سیفی صاحب سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ)

جماعت احمدیہ کے ذریعہ رونما ہونے والے روحانی انقلاب کا ذکر کرنے سے قبل ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ روحانی انقلاب سے کیا مراد ہے؟ اور پھر دنیا بھر کی طرف نظر ڈال کر یہ معلوم کرنا ہے کہ آیا وہ مخصوص کیفیت جسے ہم روحانی انقلاب کہتے ہیں رونما ہو گئی ہے یا نہیں۔ یا ہو رہی ہے تو کس رنگ میں اور کس طریق پر؟ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی دیکھنا ہے کہ وہ احمدیہ جماعت کے ذریعہ ہو رہی ہے یا کسی اور طرح؟

"روحانی" کا لفظ جیسے کہ سب جانتے ہیں ایسی باتوں سے تعلق رکھتا ہے جو انسان اور اس کے پیدا کرنے والے کے مابین تعلقات کے ضمن میں کہی جائیں۔ مثلاً کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے کتنا قریب ہے اور اللہ تعالیٰ کا اس سے کیا سلوک ہے اور اس سلوک کا کس رنگ میں اور کس شدت کے ساتھ اظہار ہو رہا ہے۔ یہ ہے وہ بات جو روحانیت کے لفظ میں پائی جاتی ہے۔ ان معنی کے پیش نظر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ روحانی انقلاب سے مراد یہ ہے کہ انسان نے کس حد تک اپنے پیدا کرنے والے کی تلاش شروع کر دی ہے اور اس منزل میں وہ کس مقام پر پہنچ گیا ہے اور وہ کس رفتار سے آگے بڑھ رہا ہے۔

اور چونکہ احمدیہ جماعت کے کام کی بنیاد وہ کام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں سرانجام دیا یا جو اللہ تعالیٰ نے حضور کی تائیدات سماوی کے سلسلہ میں از خود بغیر کسی ظاہری کوشش کے سرانجام دیا اس لئے سب سے پہلے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے ایک دو اقتباس پیش کرتا ہوں۔ ان اقتباسات کے بعد اور انہی کی روشنی میں میں باقی باتیں جو مجھے پیش کرنا ہیں پیش کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی آمد کی غرض یوں بیان فرماتے ہیں:-

"جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پایا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا۔ اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر

پہنچ گئے تھے تب میں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کیلئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پا کر اس کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو صلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دُور کروں۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

جہاں تک خدا سے قوت پا کر اِس کام کے کرنے کا تعلق ہے یہ بات نہایت حوصلہ افزا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے حالات میں نہ صرف انسانی کوششوں کو نوازتا ہے اور ان کے بہترین نتائج مرتب فرماتا ہے بلکہ مصلح وقت کی تائید کے لئے ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے کہ لوگ از خود ہی نیکی اور راستی کی طرف جھکنے لگتے ہیں اور اپنے اپنے رنگ میں اپنی اصلاح کا کام شروع کر دیتے ہیں۔ میں نے اپنے اپنے رنگ کے الفاظ جان بوجھ کر استعمال کئے ہیں اور وہ اس لئے کہ مختلف لوگوں کی استعدادیں مختلف ہوتی ہیں اور ان کے میلانات بھی مختلف ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کی مدد اُن کی استعدادوں اور ان کے میلانات کے مطابق کرتا ہے۔

تائیداتِ سماوی اور نشاناتِ آسمانی بھی تو آخر بارش کی مانند ہی ہوتے ہیں کہ ہر زمین اپنے خواص کے مطابق اُس سے فائدہ اٹھاتی ہے اور اپنی طاقت کے مطابق روئیدگی پیدا کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اِس ضمن میں فرماتے ہیں:۔

"یہ بھی یاد رہے کہ زمانہ کے فساد کے وقت جب کوئی مصلح آتا ہے اُس کے ظہور کے وقت پر آسمان سے ایک انتشارِ روحانیت ہوتا ہے یعنی اس کے اُترنے کے ساتھ زمین پر ایک نور بھی اُترتا ہے اور مستعد دلوں پر نازل ہوتا ہے تب دنیا خود بخود بشرطِ استعداد نیکی اور سعادت کے طریقوں کی طرف رغبت کرتی ہے اور ہر یک دل تحقیق اور تدقیق کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور نامعلوم اسباب سے طلبِ حق کے لئے ہر یک طبیعتِ مستعدہ میں ایک حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ غرض ایک ایسی ہوا چلتی ہے جو مستعد دلوں کو آخرت کی طرف ہلا دیتی ہے اور سوئی ہوئی قوتوں کو جگا دیتی ہے اور زمانہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک انقلابِ عظیم کی طرف حرکت کر رہا ہے۔ سو یہ علامتیں اِس بات پر شاہد ہوتی ہیں کہ وہ مصلح دنیا میں پیدا ہو گیا۔ پھر جس قدر آنے والا مصلح عظیم الشان ہو یہ غیبی تحریکات قوت سے مستعد دلوں میں اپنا کام کرتی ہیں۔ ہر یک سعید الفطرت جاگ اُٹھتا

ہے اور نہیں جانتا کہ اس کو کس نے جگایا۔ ہر یک صحیح الجبلّت اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے اور نہیں معلوم کر سکتا کہ یہ تبدیلی کیونکر پیدا ہوئی۔ غرض ایک جنبش سی دلوں میں شروع ہو جاتی ہے اور نادان خیال کرتے ہیں کہ جنبش خود بخود پیدا ہو گئی لیکن در پردہ ایک رسول یا مجدّد کے ساتھ یہ انوار نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم اور احادیث کی رُو سے یہ امر نہایت انکشاف کے ساتھ ثابت ہے جیسا کہ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝" (شہادۃ القرآن ص۱۷-۱۸)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں :-

"پھر ماسوا اس کے حدیث اور قرآن سے یہ ثابت ہے کہ امام الزمان کے وقت میں اگر کسی کو کوئی سچی خواب یا الہام ہوتا ہے تو وہ درحقیقت امام الزمان کے نور کا ہی پرتو ہوتا ہے جو مستعد دلوں پر پڑتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے تو ہزارہا انوار اس کے ساتھ آتے ہیں اور آسمان میں ایک صورتِ انبساطی پیدا ہو جاتی ہے اور انتشارِ روحانیت اور نورانیت ہو کر نیک استعدادیں جاگ اُٹھتی ہیں۔ پس جو شخص الہام کی استعداد رکھتا ہے اس کو سلسلۂ الہام شروع ہو جاتا ہے اور جو شخص فکر اور غور کے ذریعہ سے دینی تفقہ کی استعداد رکھتا ہے اس کے تدبّر اور سوچنے کی قوت کو زیادہ کیا جاتا ہے اور جس کو عبادات کی طرف رغبت ہو اس کو تعبّد اور پرستش میں لذت عطا کی جاتی ہے اور جو شخص غیر قوموں کے ساتھ مباحثات کرتا ہے اس کو استدلال اور اتمامِ حجت کی طاقت بخشی جاتی ہے اور یہ تمام باتیں درحقیقت اسی انتشارِ روحانیت کا نتیجہ ہوتا ہے جو امام الزمان کے ساتھ آسمان سے اُترتی اور ہر ایک مستعد کے دل پر نازل ہوتی ہے۔ اور یہ ایک عام قانون اور سُنّتِ الٰہی ہے جو ہمیں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رہنمائی سے معلوم ہوا اور ذاتی تجارب نے اس کا مشاہدہ کرایا ہے مگر مسیح موعود کے زمانہ کو اس سے بھی بڑھ کر ایک خصوصیت ہے اور وہ یہ کہ پہلے نبیوں کی کتابوں اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشارِ روحانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے اور

عوام الناس رُوح القدس سے بولیں گے اور یہ سب کچھ مسیح موعود کی روحانیت کا پرتو ہوگا جیسا کہ دیوار پر آفتاب کا سایہ پڑتا ہے تو دیوار منور ہو جاتی ہے اور اگر چُونہ اور قلعی سے سفید کی گئی ہو تو پھر اور بھی زیادہ چمکتی ہے اور اگر اس میں آئینے نصب کئے گئے ہوں تو اُن کی روشنی اس قدر بڑھتی ہے کہ آنکھ کو تاب نہیں رہتی۔ مگر دیوار دعویٰ نہیں کر سکتی کہ یہ سب کچھ ذاتی طور پر مجھ میں ہے کیونکہ سورج کے غروب کے بعد پھر اس روشنی کا نام و نشان نہیں رہتا۔ پس ایسا ہی تمام الہامی انوار امام الزمان کے انوار کا انعکاس ہوتا ہے۔" (ضرورۃ الامام صفحہ ۷)

یہ روحانی انقلاب دنیا میں دو طریق پر ظاہر ہوُا ہے۔ ایک تو اس طرح کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا اور حضورؑ کے رُوحانی چشمہ سے سیراب ہو کر پیا اور اپنی زندگیوں کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ ان حضرات نے ایک نئی زندگی پائی۔ اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا رشتہ جوڑا کہ ان کی زندگی کے ہر لمحہ میں ایک عجیب قسم کی آسمانی روشنی نظر آنے لگی۔ اُن کی ہر بات اور اُن کا ہر قول اللہ تعالیٰ کی محبّت کا مظہر بن گیا اور انہیں دیکھ کر ہر شخص کو یہ یقین ہونے لگا کہ خدا ایک زندہ خدا ہے اور وہ اپنے بندوں سے بھی اب اسی طرح تعلق قائم کرتا ہے جس طرح پہلے زمانوں میں کیا کرتا تھا ان حضرات کی فہرست ایک بہت لمبی فہرست ہے لیکن مَیں مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق چند ایک نام پیش کرتا ہوں :-

حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب بھیرویؓ (جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے خلیفہ منتخب ہوئے) حضرت حکیم فضل دین صاحب بھیرویؓ۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ۔ حضرت سیّد حامد شاہ صاحب سیالکوٹیؓ۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ۔ حضرت منشی احمد جان صاحبؓ۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ۔ حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ۔ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ وغیرہم۔

جس انتشارِ روحانیت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تحریروں میں ذکر فرمایا ہے جن کے اقتباسات مَیں نے اُوپر درج کئے ہیں ان کو ملاحظہ کرنے کے لئے ہمیں اپنے چاروں طرف نظر دوڑا کر دیکھنا چاہیئے کہ دنیا کے مذہب میں کیا ہو رہا ہے۔ کس طرح لوگ خدا کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے ہیں اور کس طرح اپنے اپنے رنگ میں غلط اعتقادات سے کنارہ کشی کی کوشش کر رہے ہیں۔

مسلمانوں میں جو بیداری پیدا ہوئی ہے اُس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے ہمیں اسلامی ممالک کی طرف نظر دوڑانی چاہیئے ۔کس طرح ہر طرف سے یہ صدائیں بلند ہو رہی ہیں کہ اسلام کی تبلیغ کے لئے کچھ کیا جائے ۔ یہ لوگ کیا کچھ کر سکیں گے اور ان کی کوششیں کس قدر کامیابی سے ہمکنار ہوں گی اس سے اِس وقت ہمیں کوئی غرض نہیں ۔لیکن اِس میں کیا شک ہے کہ ہر طرف اِس بات کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے کہ انسان کو اُس کے خالق سے ملانے کی بھرپور کوشش ہونی چاہیئے ۔جو پہلے ہی سے مسلمان ہیں اُنہیں مسلمان بننا چاہیئے اور جو ابھی تک حلقہ بگوش اسلام نہیں ہوئے اُنہیں اسلام کا پیغام احسن طریق پر پیش کرنا چاہیئے تاکہ بات ان کے دل میں اُتر جائے اور وہ اسلام سے بہرہ ور ہو سکیں ۔

عیسائی دنیا پر نظر ڈالیں تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ وہاں غلط عقائد سے کنارہ کشی اور صحیح عقائد کی تلاش اور حقیقی خدا کی جستجو نے ایک انقلاب برپا کر رکھا ہے ۔عیسائیت کے مروّجہ عقائد تو یہ ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے گناہ کیا اور یہ گناہ ہر انسان کے ورثہ میں آیا ۔ اس گناہ کی پاداش میں مدّت مقرر کی گئی اور انسان کی نا اہلیت کے باعث کہ وہ خود اس گناہ سے چھٹکارا نہ پا سکتا تھا خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو جو اس گناہ میں ملوّث نہ تھا دُنیا میں بھیجا اور اُسے صلیب پر چڑھوا کر اُس پر ایمان لانے والوں کے گناہ معاف کر دیئے ۔

یہ تو ہے مروّجہ عیسائیت لیکن اِس کی ایک ایک بات کو اب غلط ثابت کیا جا رہا ہے عیسائی دنیا کے سب سے بڑے مفکّر عیسائیت کی چھان بین کرنے پر تُلے ہوئے ہیں ۔جیمس پائک نے تثلیث کو خداؤں کی کمیٹی اور دیگر عیسائی عقائد کو جہاز کے اُس زائد بوجھ سے تعبیر کیا ہے جو جہاز کو غرق کرنے کا موجب ثابت ہوتا ہے ۔ جان رابنسن نے اس خدا کا انکار کیا ہے جس کے جسمانی طور پر داہنے ہاتھ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو بٹھا رکھا تھا ۔کیمبرج کے اساتذہ مذہب نے عیسائیت کے متعلق بعض ایسے سوالات پیش کئے ہیں جنہوں نے عیسائی دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے ۔ جن لوگوں نے God is dead movement چلائی ہے وہ بظاہر تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ مذہب سے مذاق کر رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ مذاق کئے جانے والے مذہب ہی سے مذاق کر رہے ہیں یعنی عیسائیت سے ۔ وہ عیسائیت کے خدا ہی سے آشنا تھے اور اب وہ اسے ایک مُردہ خدا سمجھتے ہیں ۔ اس میں کیا شک ہے کہ عیسائیت کا خدا یعنی یسوع مسیح ایک مُردہ خدا سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا ۔

یہ سب باتیں اِس امر کی طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ ان لوگوں کو حقیقی خدا کی تلاش ہے۔ جھوٹے خداؤں سے اب وہ بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور اگرچہ سچے خدا سے ابھی اُن کی شناسائی پیدا نہیں ہوئی لیکن ان کے دلوں کی الواح صاف ہو رہی ہیں تاکہ حقیقی خدا کا عکس ان میں منعکس ہو سکے۔

کتنا بڑا ہے یہ روحانی انقلاب جو دنیا میں پیدا ہو رہا ہے۔ یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی برکت اور احمدیہ جماعت کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اِس کی رفتار تیز سے تیز تر ہو رہی ہے۔ خدا کرے کہ لوگ جلد از جلد روحانیت کے چشمہ سے سیراب ہو سکیں اور خدا تعالیٰ کے بھولے بھٹکے بندے پھر اُس کے آستانہ پر جھک جائیں۔ آمین ☆

تمام مذاہب کے درمیان متفق امر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"تمام مذاہب کے درمیان یہ امر متفق ہے کہ صدقہ خیرات کے ساتھ بلا ٹل جاتی ہے اور بلا کے آنے کے متعلق اگر خدا تعالیٰ پہلے سے خبر دے تو وہ وعید کی پیشگوئی ہے۔ پس صدقہ و خیرات سے اور توبہ کرنے اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے وعیدی پیشگوئی بھی ٹل سکتی ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اِس بات کے قائل ہیں کہ صدقات سے بلا ٹل جاتی ہے۔ ہندو بھی مصیبت کے وقت صدقہ خیرات دیتے ہیں۔ اگر بلا ایسی شئے ہے کہ ٹل نہیں سکتی تو پھر صدقہ خیرات سب عبث ہو جاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۲۷)

نظامِ خلافت اور انصار اللہ

(مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب ایم۔اے سپرنٹنڈنٹ دفتر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

یہ قانونِ قدرت ہے کہ جب گرمی کی شدت بڑھ جاتی ہے اور زمین پانی کو ترسنے لگ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ بادل پیدا کر کے بارش برساتا ہے جس سے مُردہ زمین کو زندگی ملتی ہے۔ اسی طرح جب دنیا میں تاریکی اور گمراہی کا دَور دَورہ ہو جاتا ہے اور لوگ اپنے خالق سے رُوگردانی کر کے معصیت کی زندگی گزارنا شروع کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی شفقت و محبّت جوش میں آتی ہے اور وہ اپنے بندوں پر بے حد رحم کرنے والا آقا دنیا کی ہدایت کی خاطر ان فسق و فجور میں غرق لوگوں میں اپنا ایک مامور مبعوث فرماتا ہے اور انہیں صراطِ مستقیم کی طرف بلاتا ہے۔ نیکی کی تعلیم دیتا ہے اور بُرائی کو دُور کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ بارش برسا کر مادّی لحاظ سے مُردہ زمین کو از سرِ نو زندگی عطا کرتا ہے اُسی طرح خدائے رحیم دنیا میں اپنے مامور کو بھجوا کر روحانی لحاظ سے مُردہ لوگوں میں زندگی کی ایک نئی لہر دَوڑا دیتا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کا مامور دنیا میں آتا ہے اور اپنے مفوّضہ امور کی سرانجام دہی کے بعد بشری تقاضا کے مطابق اللہ کو پیارا ہو جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ مومنوں کی جماعت کو بے آسرا نہیں چھوڑتا بلکہ خلافت کا سلسلہ قائم کر کے اپنی دوسری قدرت ظاہر فرماتا ہے۔ نبی کے مشن کی تکمیل کے لئے خلافت کا سلسلہ لازمی اور ضروری ہے۔ اپنی اس قدیم سُنّت کے مطابق قرآن کریم میں آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو خلافت کے قیام کا وعدہ دیا ہے۔

سیّدنا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ:-

مَا كَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ ۔ (کنز العمال)

یعنی دنیا میں کوئی نبوت ایسی نہیں گزری جس کے پیچھے خلافت قائم نہ ہوئی ہو۔

اسی وعدہ کے مطابق حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافتِ راشدہ قائم ہوئی نیز سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد مئی ۱۹۰۸ء میں خلافتِ احمدیہ کا قیام عمل میں آیا اور حضرت حاجی الحرمین الشریفین مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی تقدیرِ خاص

کے ماتحت جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ منتخب ہوئے اور اس طرح خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے جماعت احمدیہ کو بھی محض اپنے فضل سے نبوت کے بعد سب سے بڑے روحانی انعام کا حقدار قرار دیا اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ قدرتِ ثانیہ (خلافت) کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ یہ ایک دائمی وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فضل اور احسان پر جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔

انعام جتنا بڑا ہوتا ہے ذمہ داری بھی اتنی ہی بڑی ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کی اجارہ داری نہیں ہے اس کی راہ میں جو مرتے ہیں وہی زندہ کئے جاتے ہیں اس لئے خلافت کا استحکام ہم سے مسلسل قربانیوں کا متقاضی ہے۔

سب سے زیادہ ذمہ داری انصار اللہ پر عائد ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں سے گزر رہے ہیں۔ انصار اللہ کی عمر کام کرنے کے لحاظ سے آخری سٹیج ہے۔ سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۳ء کے خطبہ جمعہ میں انصار سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:-

"نوجوان تو یہ خیال بھی کر سکتے ہیں کہ اگر ہم سے خدمتِ خلق میں کوتاہی ہوئی تو انصار اللہ اس کام کو ٹھیک کر لیں گے مگر انصار اللہ کس پر انحصار کر سکتے ہیں۔ وہ اگر اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لیں گے، وہ اگر دین کی محبت اپنے نفوس میں اور پھر تمام دنیا کے قلوب میں پیدا کرنے میں کامیاب نہ ہوں گے۔ وہ اگر احمدیت کی اشاعت کو اپنا اولین مقصد قرار نہ دیں گے اور وہ اگر اس حقیقت سے اغماض کریں گے کہ انہوں نے اسلام کو دنیا پر پھر زندہ کرنا ہے تو انصار اللہ کے بعد اور کونسی عمر ہے جس میں وہ یہ کام کریں گے۔"

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس انصار اللہ کا قیام عمل میں لانے کے بعد مختلف وقتوں میں اپنی تقاریر اور خطبات کے ذریعہ انصار اللہ کو مخاطب فرمایا اور بحیثیت اراکین مجلس انصار اللہ جو فرائض ان پر عائد ہوتے ہیں ان کی طرف توجہ دلائی اور ان کے لئے ایسا راستہ متعین فرمایا جس پر چل کر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل کی جا سکتی ہے۔ حضور نے خلافت کے استحکام کے بارہ میں بھی انصار اللہ کو بیش بہا نصائح فرمائی ہیں اور وہ گر بتائے ہیں جن کے نتیجہ میں خلافت مستحکم ہو سکتی ہے۔ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے الفاظ میں ہی ان کا ذکر کیا جائے۔ حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو تمہارا نام انصار اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسل چلتا چلا جائے اور اس کے دو ذریعے ہو سکتے ہیں۔ ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی جائے اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے۔ اسی لئے میں نے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم قائم کی تھی اور خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ یہ اطفال اور خدام آپ لوگوں کے ہی بچے ہیں۔ اگر اطفال الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی تو خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی اور اگر خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی تو اگلی نسل انصار اللہ کی اعلیٰ ہو گی۔ میں نے سیڑھیاں بنادی ہیں آگے کام کرنا تمہارا کام ہے۔ پہلی سیڑھی اطفال الاحمدیہ ہے، دوسری سیڑھی خدام الاحمدیہ ہے، تیسری سیڑھی انصار اللہ ہے اور چوتھی سیڑھی خدا تعالیٰ ہے۔ تم اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرو اور دوسری طرف خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگو تو یہ چاروں سیڑھیاں مکمل ہو جائیں گی۔ اگر تمہارے اطفال اور خدام ٹھیک ہو جائیں اور پھر تم بھی دعائیں کرو اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لو تو پھر تمہارے لئے عرش کے نیچے کوئی جگہ نہیں۔ اور جو عرش پر چلا جائے وہ بالکل محفوظ ہو جاتا ہے۔ دنیا حملہ کرنے کی کوشش کرے تو وہ زیادہ سے زیادہ سَو دو سَو فٹ پر حملہ کر سکتی ہے وہ عرش پر حملہ نہیں کر سکتی۔ پس اگر تم اپنی اصلاح کر لو گے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو گے تو تمہارا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو جائے گا اور اگر تم حقیقی انصار اللہ بن جاؤ اور خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کر لو تو تمہارے اندر خلافت بھی دائمی طور پر رہے گی اور عیسائیت کی خلافت سے بھی لمبی چلی جائے گی۔" (الفضل ۲۴ مارچ ۱۹۵۷ء)

حضور آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"جب آپ نے انصار کا نام قبول کیا ہے تو اُن جیسی محبت بھی پیدا کریں۔ آپ کے نام کی نسبت خدا تعالیٰ سے ہے اور خدا تعالیٰ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اس لئے تمہیں بھی

چاہیئے کہ خلافت کے ساتھ ساتھ انصار کے نام کو بھی ہمیشہ کے لئے قائم رکھو اور ہمیشہ دین کی خدمت میں لگے رہو۔ کیونکہ اگر خلافت قائم رہیگی تو اس کو انصار کی بھی ضرورت ہوگی۔"

(الفضل ۲۴ مارچ ۱۹۵۷ء)

اسی تعلق میں حضورؓ فرماتے ہیں :۔

"آپ کا نام انصار اللہ ہے یعنی نہ صرف آپ انصار ہیں بلکہ آپ انصار اللہ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ اللہ تعالیٰ کو تو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں لیکن اس کی نسبت کی وضاحت سے یہ بتایا گیا ہے کہ آپ ہمیشہ اس عہد پر قائم رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اس پر موت نہیں آتی اس لئے آپ کے عہد پر بھی کبھی موت نہیں آنی چاہیئے۔ چونکہ موت سے کوئی انسان بچ نہیں سکتا اس لئے انصار اللہ کے معنے یہ ہوں گے کہ جب تک زندہ رہیں گے اس عہد پر قائم رہیں گے اور اگر آپ مر گئے تو آپ کی اولاد اس عہد کو قائم رکھے گی۔ یہی وجہ ہے کہ (انصار اللہ کے) اس عہد میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ :۔

"میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔"

اگر اللہ تعالیٰ ہماری نسلوں کو اس بات کی توفیق دیدے تو پھر کوئی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں یہ توفیق مل جائے کہ ہم عیسائیوں سے بھی زیادہ عرصہ تک خلافت کو قائم رکھ سکیں۔ خلافت کو زیادہ عرصہ قائم رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ تنظیم سلسلہ ایسی مضبوط ہے کہ تبلیغ احمدیت اور تبلیغ اسلام دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہوتی رہے جو بغیر خلافت کے نہیں ہو سکتی۔"

(الفضل ۲۶ مارچ ۱۹۵۷ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جملہ انصار کو حضورؓ کے منشاء کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہٗ ادا کرنے کی توفیق دے اور ہم سب کو خلافت احمدیہ کے استحکام میں ممد و معاون بنائے اور جماعت کے موجودہ امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی میں زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین *

"مروجہ عیسائیت جعلسازیوں اور مبالغہ آمیزیوں کا مرقع ہے"

ویسٹ انڈیز یونیورسٹی کے پروفیسر ہنری ہسبل کی عیسائی عقائد پر تنقید!

آج سے ایک صدی قبل تک عیسائی پادریوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کی وجہ سے مغرب کے عیسائی عوام کی اسلام دشمنی کا یہ عالم تھا کہ وہ اسلام کے حق میں ایک لفظ بھی سُننے اور گوارا کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ پادری تعصب سے کام لیتے ہوئے اسلام کے خلاف جو بے بنیاد الزام بھی تراشتے تھے مغربی عوام اُسے درست سمجھ کر فوراً اس پر ایمان لے آتے تھے۔ اِس طرح اُن میں اسلام کے خلاف نفرت کا جذبہ دن بدن شدت اختیار کرتا جا رہا تھا۔ چنانچہ مشہور ولندیزی مستشرق مسٹر سی۔ ایس ہرگرونج (Mr. C.S. Hurgronje) نے ازمنہ وسطیٰ کے یورپی عیسائیوں کی اسلام دشمنی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے:۔

"ہر وہ بات جو اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے (پادریوں کی طرف سے) اختیار کی جاتی یا گھڑی جاتی تھی یورپ ایک حریص اور لالچی آدمی کی طرح اُسے اُچک لیتا تھا۔ حتیٰ کہ ازمنۂ وسطیٰ میں ہمارے آباء واجداد کے ذہنوں میں محمدؐ کے مذہب کا جو تصور قائم تھا وہ آج ہمیں ایک انتہائی طور پر مکروہ اور گھناؤنی شکل کے مترادف نظر آتا ہے۔"

(محمڈن ازم مصنفہ سی۔ ایس۔ ہرگرونج صد ۳ و ۴)

پادریوں نے اسلام کو بدنام کرنے اور اسلام کے خلاف اپنے عوام کے جذبات کو بھڑکانے کا یہ ناروا طریق اس لئے اختیار کیا تھا تاکہ یورپ کے عیسائی عوام عیسائیت کو ہی افضل ترین مذہب تصور کر کے اس کے گرویدہ بنے رہیں، اسی کے گُن گائیں، اور اسی کو اپنی نجات کا واحد ذریعہ سمجھیں۔

جہالت اور توہم پرستی کے سہارے عیسائی پادریوں کی دکان خوب چلتی اور چمکتی رہی۔ مغربی ممالک کے عیسائی عوام دلائل کے چکر میں پڑے بغیر عیسائیت کے خلاف عقل عقائد کے ایسے گرویدہ بنے رہے کہ وہ عیسائیت کے خلاف اور اسلام کے حق میں ایک لفظ بھی سُننے کے لئے تیار نہ تھے۔ وہ ایک ہی بات جانتے تھے کہ روئے زمین پر صرف اور صرف عیسائیت ہی ایک سچا دین ہے، ایسے مبنی بر صداقت دین کے ہوتے ہوئے کسی اور دین اور بالخصوص اسلام کی طرف دیکھنے یا کان دھرنے کی ہمیں ضرورت

نہیں۔

اسلام کے خلاف اندھے تعصّب کے سہارے بھلا عیسائیت وہاں کب تک پنپ سکتی تھی۔ صدیوں کی جہالت اور توہم پرستی کے بعد جونہی مغرب میں علم کی روشنی نمودار ہوئی اور رفتہ رفتہ موازنۂ مذاہب کی تحریک نے زور پکڑا مغرب کے عوام کو نہ صرف دوسرے مذاہب کے مطالعہ کا موقع ملا بلکہ خود عیسائیت کے عقائدی سرمایہ کو عقل و خرد کی کسوٹی پر پرکھنے کا رجحان بھی ترقی کرنے لگا۔ چنانچہ ہوتے ہوتے بیسویں صدی کے وسط میں نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ ایک طرف تو وہاں اسلام کے خلاف تعصب میں کسی حد تک کمی آنی شروع ہوئی اور دوسری طرف خود عیسائیت کے خلاف عقل عقائد سے بیزاری کا جذبہ اُبھرنے لگا۔ اب جبکہ بیسویں صدی نصف سے زیادہ گزر کر آخری تہائی حصّہ میں داخل ہو رہی ہے مغرب کے عیسائی عوام عیسائیت سے اس درجہ بیزار ہو چکے ہیں کہ اپنی نفرت اور بیزاری کا برملا اظہار کرنے میں بھی انہیں کوئی عار نہیں ہے۔ یوں تو وہ اب بھی عیسائی ہی کہلاتے ہیں لیکن عیسائیت سے ان کی وابستگی اس سے ہی ظاہر ہے کہ پڑھے لکھے لوگ جب عیسائیت پر تنقید کرنے لگتے ہیں تو بے نقط سُناتے چلے جاتے ہیں۔ آج عیسائیت کی طرف منسوب ہونے کے باوجود خود "اُن کے اپنے ذہنوں میں عیسائیت کا جو تصوّر قائم ہے وہ بجا طور پر ایک انتہائی مکروہ اور گھناؤنی شکل کے مترادف نظر آتا ہے"۔ اس طرح پادریوں نے آج سے صدیوں پہلے اسلام کے لئے جو گڑھا کھودا تھا وہ اب عیسائیت کی قبر ثابت ہو رہا ہے اور وہ خود ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کے مصداق لوگوں کو عیسائیت سے بدظن ہوتے اور عملاً اسے ترک کرتے دیکھ رہے ہیں۔

آجکل مغرب سے شائع ہونے والے اخبارات میں بکثرت ایسے مضامین شائع ہو رہے ہیں جن میں عیسائیت کے خلاف عقل عقائد کے خوب ہی بخئیے اُدھیڑے جاتے ہیں۔ ایسے متعدد مضامین کتابوں اور تقاریر کا ہم پہلے بھی اِن کالموں میں ذکر کر چکے ہیں۔ آج ہم اس بارہ میں ویسٹ انڈیز یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر ہنری بِسّل (Henry Beissel) کے نظریات کا ذکر کرتے ہیں۔ انہوں نے گزشتہ سال ۱۶ مارچ کو یونیورسٹی کے "گلڈ ہال" میں تقریر کرتے ہوئے مروجہ عیسائیت کو جعلسازیوں و مبالغہ آمیزی کا ایک انتہائی ناپسندیدہ مرقع قرار دیا۔ انہوں نے کہا اناجیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح کا سارا واقعہ ایک فسانہ ہے اور "رسولوں کے اعمال" کا سارا کتابچہ جعلسازیوں کا مرہون منّت ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں جو کچھ کہا اس کا اندازہ لنڈن کے اخبار "ڈیلی مرر" (Daily Mirror) کی اس رپورٹ سے ہوتا

ہے جو اُس نے اپنی ۱۸ مارچ ۱۹۶۶ء کے پرچہ میں حسب ذیل عنوانات کے تحت شائع کی :-

"عیسائی مذہب جعلسازیوں پر مبنی ہے"

"بائبل پر پروفیسر بٹسل کی کڑی تنقید"

مندرجہ بالا عنوانات کے تحت "ڈیلی مرر" نے لکھا :-

"یونیورسٹی کے پروفیسر ہنری بٹسل نے عیسائی مذہب کو فریب قرار دیا ہے اور ساتھ ہی کہا ہے کہ مزید برآں یہ فریب بہت ہی ناپسندیدہ اور ناگوار نوعیت کا حامل ہے۔

پروفیسر بٹسل یونیورسٹی آف ویسٹ انڈیز سینٹ آگسٹائن میں انگریزی زبان کے پروفیسر ہیں۔ وہ گزشتہ بدھ (۱۶ مارچ ۱۹۶۶ء) کی رات کو یونیورسٹی کے "گلڈ ہال" میں تقریر کر رہے تھے۔ ان کی تقریر کا موضوع تھا "جعلسازی اور مبالغہ آمیزی پر مبنی مذہب"۔

انہوں نے اپنے "خیال افروز لیکچر" میں ہر عیسائی عقیدہ کو ہوا میں اُڑا کر رکھ دیا اور عیسائیت کی اصل بنیاد یعنی بائبل کے متن پر خوب ہی ہتھوڑے بجائے۔ انہوں نے کہا جعلسازیوں سے قطع نظر بائبل میں جو حماقتیں، پیچیدگیاں اور تضاد پائے جاتے ہیں وہ اتنی شدید نوعیت کے ہیں کہ "سیاسی پمفلٹ بازی" کی تاریخ میں بھی ان کی مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے مزید کہا اُس دَور کے معاصر مسودات میں ناصرہ کے مبینہ طور پر معجزات دکھانے والے (مراد انجیلی یسوع سے ہے۔ ناقل) اور اس کے معجزات کا قطعاً کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ اناجیل خود اِس امر کی آئینہ دار ہیں کہ ان میں بیان کردہ یسوع کی کہانی بہت حد تک اپنے اندر فسانہ کا رنگ رکھتی ہے۔ یہ فسانہ اپنی موجودہ شکل میں پہلی دو صدیوں کے دوران رفتہ رفتہ معرضِ وجود میں آیا۔

نئے عہد نامہ کے اُس حصّہ کا ذکر کرتے ہوئے جو "رسولوں کے اعمال" کے نام سے موسوم ہے پروفیسر بٹسل نے کہا ـــــ "رسولوں کے اعمال" ایک مناظراتی کتابچہ ہے، اِس میں جماعتی سیاست کے نقطۂ نگاہ سے کلیسا میں اتحاد کی بنیاد قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور کی بھی گئی ہے ایک ہی عقیدہ پر اور وہ یہ کہ عیدِ پنتیکوست کے موقع پر رسولوں پر روح القدس کا نزول ہوا تھا۔

پروفیسر بٹسل نے کہا نئے عہد نامہ کے متن میں جعلسازیوں، تضاد بیانیوں اور خود تاریخی شہادتوں سے اِس بات کا پتہ چلتا ہے کہ رُوح القدس کا یہ نزول سراسر من گھڑت اور جعلی ہے۔

پروفیسر ٹسل کے نزدیک نئے عہد نامہ کے متن کے بہت سے حصے براہِ راست پرانے عہد نامہ سے ماخوذ ہیں اور وہاں سے اُٹھا کر اس میں نقل کر دیئے گئے ہیں۔

سامعین نے جن سے ہال بھرا ہوا تھا پروفیسر ٹسل کو یہ کہتے سُنا کہ مسیح کے جی اُٹھنے کا واقعہ جادو کا ایک عظیم کرتب ہے اور یہ مرہون ہے یوحنا رسول کی اس پُر جوش اور شدید خواہش کا کہ یسوع کی الوہیت کو کسی نہ کسی طرح ثابت کر دکھایا جائے۔

پروفیسر ٹسل کو ایسی کوئی دلیل نہیں مل سکی جسے دوزخ سے متعلق عیسائی نظریہ کے حق میں پیش کیا جا سکے۔ انھوں نے کہا کسی انسان کو' وجوہات خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں' ابدی سزا کا مستحق قرار دینے کا تصوّر اتنا گھناؤنا ہے کہ اگر واقعی یہ کسی بھی نوع کی الوہیت کا ایجاد کردہ ہے تو پھر تمام شریف انسانوں کا فرض ہے کہ وہ ایسی شیطانی الوہیت کی مخالفت کریں' اس کے خلاف جہاد کریں اور اسے تباہ کر کے رکھ دیں۔

پروفیسر نے کہا محض عقائد کے بل پر ایمان بے معنی ہے' اصل ایمان تو وہ ہے جو استدلال کی قوت اپنے ساتھ رکھتا ہو۔

انہوں نے آخر میں طنزاً کہا میرے اپنے معتقدات سے دستبردار ہونے سے اگر کوئی خود پرستی کا مظہر از قسم صنم اِلٰہ تسکین پاتا ہے یا میرے ایسا کرنے سے پادریوں کے کسی طفیلی طبقے کو بقائے دوام حاصل ہوتی ہے یا اس کے نتیجہ میں جہالت' توہم پرستی اور بزدلی پر پنپنے والا کوئی مذہب مجھے تحفّظ کی ضمانت دیتا ہے تو مَیں ایقان پر مبنی اپنے ذاتی معتقدات سے دستکش ہونے کو تیار ہوں۔" (ترجمہ از "ڈیلی مرر" لندن ۱۸ مارچ ۱۹۶۶ء صـ ۱۲)

یہاں ضمناً اس امر کا تذکرہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ پروفیسر ہنری ٹسل کی اس تقریر کے بعد ٹرینیڈاڈ کے ایک عیسائی پادری ریورنڈ ادریس حمید نے پروفیسر مذکور کے خیالات کی تردید میں "ڈیلی مرر" کے نام ایک خط لکھا۔ اخبار مذکور نے پادری کا یہ خط بھی شائع کر دیا۔ اِس خط میں پادری ریورنڈ ادریس نے یہ تو تسلیم کیا کہ بائبل میں بعض متضاد باتیں بھی پائی جاتی ہیں لیکن انہوں نے لکھا ان تضاد بیانیوں سے پروفیسر ٹسل نے جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ سراسر غلط ہیں۔ اِس خط کی اشاعت پر جماعت احمدیہ کے مبلّغ اسلام مقیم ٹرینیڈاڈ مکرم محمد حنیف یعقوب صاحب نے ان کے خط کے جواب میں "ڈیلی مرر" کے نام ایک خط ارسال کیا جو اخبار مذکور کی ۲۸ مارچ ۱۹۶۶ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ مکرم محمد حنیف یعقوب صاحب کے اِس دلچسپ خط کا ترجمہ "مرر" کے حوالہ سے ہم ذیل میں

درج کرتے ہیں۔ انہوں نے لکھا :-

"مرر" میں ریورنڈ ادریس حمید کا خط پڑھ کر مجھے بہت حیرت ہوئی۔ انہوں نے اب بھی بائبل کے حق میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے قرآن مجید کو رد کرنے پر زور دیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے :-

"پروفیسر ہنری بلسل بائبل کے متن میں اختلافات کا ذکر کرنے میں تو حق بجانب ہیں لیکن ان اختلافات سے اپنے من مانے نتائج اخذ کرنے میں ہرگز حق بجانب نہیں ہیں۔"

جب ریورنڈ ادریس بائبل میں اختلاف اور تناقض کو تسلیم کرتے ہیں تو پھر انہیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ موجودہ بائبل خدا کا کلام نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی بھی صحیح الفکر انسان جو یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ خدا علیم و خبیر ہے اور اس کا علم ماضی حال اور مستقبل کو پورے طور پر احاطہ کئے ہوئے ہے، یہ باور نہیں کر سکتا کہ ایسی علیم و خبیر ہستی ایک ایسی کتاب نازل کرے جو متضاد باتوں پر مشتمل ہو۔

ہرچند کہ ہم میں سے اکثر پروفیسر بلسل کے ساتھ پورے طور پر متفق نہ ہوں تاہم ہمیں فراخدلی سے یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ انہوں نے عیسائیوں کے لئے غور و فکر کا بہت کچھ سامان مہیا کیا ہے۔

ہر زمانہ میں دبی زبان سے ہی سہی یہ بات تسلیم کی جاتی رہی ہے کہ مروجہ عیسائیت اناجیلِ اربعہ نیز مسیح کا صلیب پر مرنا، دوبارہ جی اُٹھنا اور آسمان پر اُٹھایا جانا وغیرہ عقائد خود مسیح بن مریم کے نزدیک بعید از قیاس تھے اور انہوں نے ان کی تعلیم نہیں دی تھی۔ پروفیسر بلسل نے عیسائی کلیسیا کے پادریوں کو جھنجھوڑ کر انہیں نیم بیہوشی کی کیفیت سے بیدار کر دیا ہے اور غالباً ٹرینیڈاڈ کی تاریخ میں وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے (عیسائی ہونے کے باوجود) کھُل کر عیسائی عقائد پر تنقید کی ہے۔"

"محمد ایچ۔ یعقوب۔ ٹرینیڈاڈ"

(ڈیلی مرر ۲۸ر مارچ ۱۹۶۶ء)

بہرحال پروفیسر ہنری بلسل نے خود عیسائی ہونے کے باوجود دلائل و براہین اور تاریخی شواہد کی رُو سے جس طرح عیسائی عقائد پر کڑی تنقید کی ہے اور ان کے باطل اور سراسر ناقابلِ قبول ہونے

کو واضح کیا ہے وہ ایک اور کھلا ثبوت ہے اِس امر کا کہ اسلام کو بلا وجہ بدنام کرنے والے پادریوں کو آج اُلٹے لینے کے دینے پڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے تو جھوٹے الزام تراش تراش کر اور غلط نظریات اور غلط باتیں منسوب کر کر کے اسلام کو بدنام کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تھی اور مقصدان کا یہ تھا کہ اہلِ مغرب کے ذہنوں میں عیسائی عقائد کو دلائل کی بجائے اسلام کے خلاف اندھے تعصب کے سہارے ذہنوں میں راسخ کیا جائے لیکن علوم و فنون اور سائنسی ترقی کے موجودہ دور میں آج وہ حسرت سے دیکھ رہے ہیں کہ خود مغرب کے عیسائی عوام دن بدن عیسائیت سے بدظن اور نومید ہو کر زیادہ سے زیادہ دوسرے مذاہب اور ان میں سے علی الخصوص اسلام کی طرف مائل ہوتے جا رہے ہیں۔ جتنا زیادہ پادریوں نے مغرب کے عیسائی عوام کے سامنے اسلام ایسے دینِ فطرت کو مکروہ اور گھناؤنی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی تھی اُس سے کہیں بڑھ کر مکروہ اور گھناؤنی شکل میں آج مغرب کے عیسائی عوام خود عیسائیت کو دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ پادری تو حقائق کا خون کر کے محض تعصب کی بناء پر اسلام کو بدنام کرتے تھے لیکن آج مغرب کے عیسائی عوام دلائل و براہین اور تاریخی شواہد کی رُو سے مروّجہ عیسائیت کے اصل خدوخال کو بے نقاب کر رہے ہیں اور دنیا کو خبردار کر رہے ہیں کہ وہ اس کی ظاہری چمک دمک اور رنگ روپ سے دھوکہ نہ کھائیں۔

یہ ایک عظیم الشان انقلاب ہے جسے سرزمینِ مغرب میں آج ہم اپنی آنکھوں سے رونما ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ وہی انقلاب ہے جس کے رُونما ہونے کی آج سے ستر پچھتر سال قبل حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر دنیا کو بشارت دی تھی۔ اِس بشارت کی رُو سے یہ انقلاب ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ جب یہ انقلاب اپنے کمال کو پہنچے گا تو پھر عیسائیت سے بدظن اور نومید ہونے والے مغربی عوام جوق در جوق اسلام میں داخل ہوں گے۔ دنیا میں اس وقت ایک ہی مذہب ہو گا یعنی اسلام اور ایک ہی رسول ہو گا یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ؛

(مسعود احمد دہلوی)

مبارک اور خوش قسمت لوگ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" وہ شخص بڑا مبارک اور خوش قسمت ہے جس کا دل پاک ہو اور وہ اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال کے اظہار کا خواہاں ہو۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۵۰)

حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر

مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کی قرارداد تعزیت

حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کی وفات پر مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۰ ؍مئی ۱۹۶۷ء میں مندرجہ ذیل قرارداد تعزیت منظور کی :۔

"مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کا یہ اجلاس اپنے خصوصی ممبر حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کی رحلت پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور حضرت شاہ صاحب کی بیگم صاحبہ اور اُن کے بچوں اور دیگر عزیزان اور اُن کے بھائی مکرم سیّد عبدالرزاق شاہ صاحب سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دُعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب کو جنّت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق دے اور انہیں اپنی حفاظت اور امان میں رکھے، آمین۔

حضرت شاہ صاحبؓ صحابی ابن صحابی تھے۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس انصار اللہ قائم فرمائی تو آپؓ اس کے ابتدائی رکن تھے اور آخر وقت تک مجلس کے رُکن رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتمد رفیقِ کار اور دستِ و بازو کی حیثیت سے کم و بیش نصف صدی تک آپؓ نے تبلیغی، تربیتی، علمی اور سیاسی میدان میں اسلام اور احمدیت کی جو گراں بہا خدمات سرانجام دیں انہیں یقیناً تاریخ احمدیت میں کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا۔ سلسلہ کی خاطر آپ دن رات اور ہر وقت ہمہ تن خدمتِ دین میں مصروف رہتے حتّٰی کہ قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔

ممالکِ عربیہ میں آپ نے جو عرصہ گزارا اس میں آپ نے وہاں کے معزز اور با اثر طبقہ تک نہایت کامیابی سے احمدیت کا پیغام پہنچایا اور وہاں کے لوگوں پر اپنی شخصیت کا ایک نہ مٹنے والا اثر چھوڑا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب کے عربی تراجم اور شرحِ بخاری شریف آپؓ کے گراں بہا علمی کارنامے ہیں۔ غرض آپؓ کی زندگی شروع سے لیکر آخر تک خدمتِ دین کے لئے وقف رہی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو آپؓ کے نقشِ قدم پر چلنے اور دین کی بیش از بیش خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین" ✦

انصار اللہ
کا
عہد

ہمارے سالانہ اجتماع اکتوبر ۱۹۵۶ء کے موقع پر سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے انصار اللہ کے لئے مندرجہ ذیل عہد منظور فرمایا۔ سب مجالس اپنے اجتماعات میں اسے بالالتزام دہرایا کریں۔

(قائد عمومی)

"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا" ؎

بچوں کا صفحہ

پرندوں کی مہمان نوازی

بچو! آج ہم تمہیں ایک بہت مزیدار کہانی سُناتے ہیں۔ یہ کہانی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو اپنی مجلس میں بیان فرمائی تھی۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۸۲)

کہانی یہ ہے کہ ایک مسافر پیدل چلا جا رہا تھا کہ راستہ میں اُسے رات آ گئی۔ جاڑے کا موسم تھا۔ سردی شدید پڑ رہی تھی۔ اس کے پاس نہ کوئی بستر تھا اور نہ کھانے کی کوئی چیز۔ بہت پریشان ہوا کہ رات کیسے کٹے گی۔ سڑک کے کنارے ایک بڑے سے درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور لگا سردی سے ٹھٹھرنے۔ درخت پر ایک پرندہ کا گھونسلا تھا۔ نر اور مادہ دونوں گھونسلے میں بیٹھے اُس غریب کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ انہیں اُس پر بہت ترس آیا۔ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا یہ مسافر ہمارے درخت کے نیچے آ کر ٹھہرا ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے اِس مہمان کی خدمت کریں۔ اُن کے پاس اَور تو کچھ نہ تھا اپنا گھونسلہ ہی اُوپر سے گرا دیا کہ وہ مسافر گھونسلہ کو جلا کر آگ تاپے اور سردی سے بچے۔ جب مسافر نے آگ جلا کر تاپنی شروع کی تو انہیں خیال آیا کہ مسافر غریب بھُوکا ہے اس کے لئے کھانے وغیرہ کا بھی تو کوئی انتظام ہونا چاہیئے۔ اُن کے پاس پھلا کیا تھا جو اُسے کھانے کے لئے دیتے۔ دونوں نے آپس میں مشورہ کر کے اپنے آپ کو اس آگ میں گرا دیا۔ مقصد یہ تھا کہ مسافر ان کا گوشت بھُون کر اپنا پیٹ بھر لے۔ اس طرح دونوں نے بھُوکے مسافر کی خاطر اپنی جان قربان کر کے مہمان نوازی کی ایک مثال قائم کر دی۔

پیارے بچو! تمہیں معلوم ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی مجلس میں یہ حکایت کیوں بیان فرمائی؟ حضورؑ دراصل یہ حکایت بیان فرما کر اپنے اصحاب کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ آج اسلام بھی دنیا میں ایک غریب مسافر کی طرح ہمارا مہمان ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی خدمت کریں۔ اس کی خدمت یہی ہے کہ جس طرح اُن پرندوں نے اپنا گھونسلہ اُوپر سے پھینک دیا تھا تاکہ مسافر آگ جلا کر تاپے ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم اپنا مال دین کی راہ میں خرچ کریں تاکہ دین کو دنیا میں سربلندی نصیب ہو۔ اور جس طرح ان پرندوں

نے اپنے آپ کو اگسار پر گرا گر مسافر کی ضیافت کے لئے اپنے آپ کو قربان کر دیا تھا اسی طرح ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم ضرورت پڑنے پر دین کی سربلندی کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ احمدی بچوں کو دنیا بھر میں اسلام کی سربلندی کی خاطر اپنے مال اور اپنی جانیں قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ وہ صحیح معنوں میں مجاہد فی سبیل اللہ بن سکیں۔ آمین اللّٰھم آمین +

اُٹھو، ڈھونڈو متاعِ آسمانی

(سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کہاں تک حرص شوقِ مالِ فانی!　　اُٹھو، ڈھونڈو متاعِ آسمانی
کہاں تک جوشِ آمال و امانی　　یہ سُو سُو چھید ہیں تم میں نہانی
تو پھر کیونکر ملے وہ یارِ جانی　　کہاں غربال میں رہتا ہے پانی
کرو کچھ فکرِ ملکِ جاودانی　　یہ مُلک و مال جھوٹی ہے کہانی
بسر کرتے ہو غفلت میں جوانی　　مگر دل میں یہی تم نے ہے ٹھانی
خدا کی ایک بھی تم نے نہ مانی　　ذرا سوچو! یہی ہے زندگانی؟

خدا نے اپنی رہ مجھکو دکھا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(دُرِّ ثمین اُردو)

اہم مرکزی اعلانات

ضروری گزارشات

۱۔ خریداران ماہنامہ انصار اللہ اپنا سالانہ چندہ دفتر میں براہ راست بنام "مینیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ" ارسال فرمائیں۔

۲۔ خط و کتابت اور ترسیل زر کے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور درج فرمائیں۔

۳۔ اگر آپ نے اپنا چندہ ماہنامہ انصار اللہ سیکرٹری صاحب مال کے ذریعہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ارسال فرمایا ہے تو دفتر ہذا کو خزانہ صدر انجمن احمدیہ کے کوپن نمبر سے مطلع فرمائیں مقامی رسید بُک کا نمبر بھیجنا بے سود ہے۔

۴۔ ماہنامہ انصار اللہ ہر انگریزی ماہ کی پندرہ تاریخ کو چھپ کر اپنے خریدار احباب کی خدمت میں روانہ کر دیا جاتا ہے۔ اگر کسی دوست کو پچیس ۲۵ تاریخ تک پرچہ نہ ملے تو ایک کارڈ کے ذریعہ دفتر سے طلب فرمائیں پرچہ دوبارہ ارسال کر دیا جائے گا۔

۵۔ جن احباب کا چندہ سال رواں میں کسی ماہ ختم ہو چکا ہے یا گزشتہ سالوں کا بقایا ان کے ذمہ ہے بذریعہ کارڈ ایسے تمام احباب کی خدمت میں گزشتہ مہینوں میں اطلاع بھجوائی جا چکی ہے۔ اکثر احباب نے اپنا چندہ حسب وعدہ ادا فرما دیا ہے باقی احباب سے درخواست ہے کہ فوری طور پر توجہ فرما کر اپنے ذمہ کے واجبات ادا فرما دیں۔ شکریہ!

خاکسار

مینیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

انصار اللہ فوری توجہ فرمائیں

پچھلے دو ماہ میں انصار اللہ کے چندہ جات کی وصولی کی رفتار تسلی بخش نہیں رہی۔ مرکز نے اس وجہ سے کہ صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ختم ہو رہا تھا اور احباب نے بجٹ پورا کرنے کے لئے پوری توجہ اس طرف مبذول کر رکھی تھی مجالس پر خاص زور نہ دیا تھا۔ اب جبکہ یہ مرحلہ بخیر و خوبی

خدا تعالیٰ کے فضل سے گزر چکا ہے۔ انصار اللہ کے عہدہ داران کے لئے ضروری ہے کہ وہ کمی کو بہت جلد پورا کریں۔

زمیندارہ مجالس کا دستور یہ ہے کہ وہ عموماً اِس فصل کے موقع پر اپنا سارے سال کا چندہ ادا کر دیا کرتے ہیں اِس لئے انہیں بھی وصولی کی طرف فوری توجہ کرنی چاہیئے۔

جوں جوں رقوم وصول ہوتی جائیں انہیں اپنے پاس روکے بغیر مرکز میں بھجواتے رہیں تاکہ کام میں کسی قسم کی رُکاوٹ پیدا نہ ہو۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ)

زمیندارہ مجالس انصار اللہ

زمیندار احباب کے لئے فصل ربیع کا گھروں میں پہنچنا اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آپ احباب اپنا سارے سال کا چندہ انصار اللہ اس فصل پر ادا کیا کرتے ہیں۔ اِس سال بھی آپ کے ذمہ جس قدر رقم چندہ مجلس، اشاعت لٹریچر، سالانہ اجتماع اور تعمیر فنڈ کی واجب ہے ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ مرکز آپ سے تعاون کی درخواست کرتا ہے۔ جزاکم اللہ خیراً

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ)

مجالس انصار اللہ کا ہفتہ تربیت و اصلاح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ اِس سال جملہ مجالس انصار اللہ کے لئے ہفتہ تربیت و اصلاح کی تاریخیں ۲۵ راگست تا ۳۰ راگست مقرر ہوئی ہیں۔ مجالس کے زعماء صاحبان اِس ہفتہ کو کامیابی سے منانے کیلئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ مقررہ مضامین کے متعلق مختصر نوٹ طبع کرا کر مجالس کو بھجوائے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

(قیادتِ تربیت و قیادت اصلاح و ارشاد)

ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ بابت ماہ جون ۱۹۶۷ء

نتیجہ امتحان انصار اللہ سہ ماہی اوّل

نتیجہ امتحان انصار اللہ سہ ماہی اوّل ۱۳۴۶ھش / ۱۹۶۷ء جس کا نصاب چشمہ مسیحی اور چند دعاؤں پر مشتمل تھا۔ کُل ۱۲۷ اراکینِ کرام شامل امتحان ہوئے۔ ۹۹ معیار اوّل میں اور ۲۸ معیار دوم میں۔ مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد رکن مجلس چہور چک ۱۱۷ اوّل آئے۔ اور مکرم خان محمد شفیع خاں صاحب نجیب آبادی رکن مجلس کراچی دوم رہے۔

فضل احمد

قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	درجہ کامیابی	نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	درجہ کامیابی
۱	کراچی	مکرم چوہدری فضل الرحمٰن صاحب	I	۱۲	کراچی	مکرم محمد عبد اللہ جبر صاحب	I
۲	"	" مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب	"	۱۳	راولپنڈی	" شیخ عبد اللطیف خانصاحب	"
۳	"	" محمد شفیع خانصاحب نجیب آبادی	" دوم	۱۴	"	" قاضی محمد نذیر صاحب	"
۴	"	" نصیر احمد صاحب	"	۱۵	کنری	" سیّد بشیر حسین شاہ صاحب	II
۵	"	" صدر الدین احمد صاحب کھوکھر	"	۱۶	"	" فضل الدین صاحب طارق	"
۶	"	" مولوی عبد المجید صاحب	"	۱۷	سانگلہ ہل	" حکیم برکت اللہ صاحب بھٹی	I
۷	"	" مرزا سردار محمد صاحب	"	۱۸	سیالکوٹ	" محمد اقبال صاحب	"
۸	"	" آفتاب احمد صاحب بسمل	"	۱۹	جھنگ صدر	" سراج الدین صاحب	"
۹	"	" چوہدری عزیز اللہ صاحب	"	۲۰	"	" احمد الدین صاحب	"
۱۰	"	" محمد مسعود احمد صاحب قریشی	II	۲۱	"	" عنایت احمد صاحب اکاؤنٹنٹ	"
۱۱	"	" مسعود احمد صاحب خورشید	I	۲۲	"	" محمد شریف احمد صاحب	[illegible]

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندہ	درجہ کامیابی	نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندہ	درجہ کامیابی
۲۳	جھنگ صدر	مکرم محمد بخش صاحب	II	۴۶	لائل پور	مکرم چوہدری عبدالحکیم خانصاحب	I
۲۴	اوکاڑہ	" مستری محمد حسین صاحب	I	۴۷	حویلیاں	" محمد نصیب عارف صاحب	"
۲۵	"	" قاضی عبدالحمید صاحب اسلم	"	۴۸	ربوہ	" خان میر خاں صاحب	"
۲۶	"	" جیون خانصاحب	"	۴۹	"	" فرزند علی صاحب	II
۲۷	گولے کی	" پیرزادہ فیض عالم صاحب	"	۵۰	"	" حکیم عبدالرحمن شاہ صاحب	I
۲۸	"	" خوشی محمد صاحب	"	۵۱	"	" محمد اقبال حسین صاحب	"
۲۹	"	" ماسٹر اللہ دتا صاحب	"	۵۲	لائل پور	" شیخ عبدالعزیز صاحب	"
۳۰	"	" پیرزادہ محمد اکبر صاحب نقراد	"	۵۳	ربوہ	" مختار احمد ہاشمی صاحب	"
۳۱	لاڑکانہ	" محکم الدین صاحب	II	۵۴	"	" فتح دین صاحب	"
۳۲	آنبہ	" محمد موسیٰ صاحب	"	۵۵	"	" خواجہ عبیداللہ صاحب	"
۳۳	"	" حکیم عبدالرحمن صاحب	"	۵۶	"	" رمضان علی صاحب	"
۳۴	"	" قمرالدین صاحب	"	۵۷	"	" حاکم علی صاحب	"
۳۵	منڈی بہاؤالدین	" چوہدری نذیر احمد صاحب	"	۵۸	"	" میاں عبدالرفیق صاحب	"
۳۶	چھور چک ۱۱۷	" محمد ابراہیم صاحب شاد	I اوّل	۵۹	پشاور	" عبدالغفور صاحب	"
۳۷	چک ۲۰۸ کا چیلیو	" غلام محمد صاحب مانی	II	۶۰	"	" خلیل الرحمن صاحب	"
۳۸	سکھر	" قریشی عبدالرحمن صاحب	I	۶۱	"	" چوہدری رکن الدین صاحب	"
۳۹	"	" صوفی محمد رفیع صاحب	"	۶۲	"	" ڈاکٹر مرزا بشیر احمد صاحب ہومیو	"
۴۰	ملتان	" ماسٹر امیر احمد صاحب	"	۶۳	"	" محمود احمد صاحب	"
۴۱	"	" رانا محمد یوسف صاحب	"	۶۴	"	" عبدالکریم صاحب	"
۴۲	چک منگلا	" اللہ بخش صاحب	II	۶۵	"	" محمد الطاف صاحب	"
۴۳	چوہڑ کانہ منڈی	" شیخ محمد علی صاحب انبالوی	I	۶۶	"	" میاں عبدالرشید صاحب	"
۴۴	"	" محمد ابراہیم صاحب	II	۶۷	کراچی	" چوہدری عبدالمجید صاحب	"
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندہ	درجہ کامیابی
۶۹	کراچی	مکرم ڈاکٹر میجر ظہور الحسن	I
۷۰	لائل پور	,, عبد اللطیف صاحب	II
۷۱	نامعلوم	بے نام	I
۷۲	کوئٹہ	مکرم محمد عیسیٰ جان صاحب	,,
۷۳	,,	,, محمد اسحٰق صاحب عابد	,,
۷۴	,,	,, چوہدری محمد عبد اللہ صاحب	,,
۷۵	,,	,, ملک غلام حسین صاحب	,,
۷۶	,,	,, جلال الدین صاحب	,,
۷۷	,,	,, محمد فاضل صاحب	,,
۷۸	,,	,, نواب الدین صاحب	,,
۷۹	,,	,, صوبیدار میجر محمد عبد الرحمٰن صاحب	,,
۸۰	,,	,, سید عبد الرشید صاحب	,,
۸۱	,,	,, عبد السلام صاحب	II
۸۲	,,	,, مرزا محمد صادق صاحب	,,
۸۳	,,	,, میاں عبد الکریم صاحب ٹیلر ماسٹر	I
۸۴	,,	,, قاضی شریف الدین صاحب	,,
۸۵	,,	,, احمد الدین صاحب بٹ	II
۸۶	,,	,, محمد حیات صاحب چوہدری	I
۸۷	,,	,, میاں عبد القیوم صاحب	,,
۸۸	,,	,, محمد احمد صاحب	,,
۸۹	,,	,, محمد عبد الحق صاحب جنجوعہ	II
۹۰	,,	,, صوبیدار محمد شریف صاحب	I
[illegible]	[illegible]	[illegible]	,,

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندہ	درجہ کامیابی
۹۲	کوئٹہ	مکرم چوہدری محمد اجمل خان صاحب	I
۹۳	,,	,, ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب	,,
۹۴	گوجرانوالہ	,, محمد بشیر چغتائی صاحب	II
۹۵	,,	,, ماسٹر محمد بخش صاحب سولنگی	,,
۹۶	,,	بے نام	,,
۹۷	,,	مکرم محمد اکرم صاحب	,,
۹۸	,,	,, محمد شریف صاحب	,,
۹۹	,,	,, محمد اکبر صاحب	,,

معیار دوم

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندہ	درجہ کامیابی
۱	اوکاڑہ	مکرم شیخ فضل محمد صاحب	I
۲	,,	,, ,, عبد الرحیم صاحب	,,
۳	,,	,, مستری اللہ رکھا صاحب	,,
۴	,,	,, شیخ گلزار احمد صاحب	,,
۵	,,	,, ,, قادر بخش صاحب	II
۶	,,	,, ,, فضل دین صاحب	I
۷	کنری	,, سید عمر شاہ صاحب	,,
۸	,,	,, ڈاکٹر عبد القادر صاحب	,,
۹	,,	,, سید سعید احمد شاہ صاحب	,,
۱۰	,,	,, عبد الغفور صاحب بھٹی	,,
۱۱	گولے کی	,, چوہدری علی محمد صاحب	,,
۱۲	,,	,, ,, فتح عالم صاحب	,,

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندہ	درجہ کامیابی
۱۳	"	" عبداللہ خانصاحب	"
۱۴	"	" مولوی نورالدین صاحب	"
۱۵	"	" چوہدری نذیر احمد صاحب	"
۱۶	"	" منشی احمد خانصاحب	"
۱۷	"	" میاں بشیر احمد صاحب	II
۱۸	"	" پیر محمد اکبر شاہ صاحب	I
۱۹	قمر آباد	مکرم حاجی کریم بخش صاحب	I
۲۰	"	" چوہدری علم الدین صاحب	"
۲۱	"	" " لال الدین صاحب	II
۲۲	"	" " غلام علی صاحب	I
۲۳		" " دل محمد صاحب	"
۲۴	قمر آباد	مکرم چوہدری تاج دین صاحب	I
۲۵	"	" کرم الدین صاحب	"
۲۶	چک ۲۷۰/R کاچیلو	" عبدالعزیز صاحب خالد	"
۲۷	"	" میاں فضل دین صاحب	"
۲۸	کراچی	" سید محمد سعید شاہ صاحب	"

قائد تعلیم

مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

کتابت
محمد ارشد کاتب دار الصدر غربی ربوہ

مطبوعہ
ضیاء الاسلام پریس ربوہ

کوشش کرو کہ تمہارے ہاتھوں میں ہمیشہ روشنی رہے

ورنہ اندھیرے میں شیطان متاع ایمان کو چرا لے گا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

''قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان ایک نعمت کی قدر نہیں کرتا وہ ضائع ہوجاتی ہے ۔ دیکھو جن چیزوں کی تم قدر کرتے ہو ان کو صندوقوں میں بڑی حفاظت سے رکھتے ہو ۔ اگر ایسا نہ کرو تو وہ ضائع ہوجاتی ہیں ۔ اسی طرح اس مال کا، جو ایمان کا مال ہے، چور شیطان ہے ۔ اگر اس کو بچاکر دل کے صندوقوں میں احتیاط سے نہ رکھو گے تو چور آئے گا اور لے جائیگا ۔ یہ چور بہت ہی خطرناک ہے ۔ دوسرے چور جو اندھیری راتوں میں آکر نقب لگاتے ہیں اکثر پکڑے جاتے ہیں اور سزا پاتے ہیں ۔ لیکن یہ چور ایسا ہے کہ اس کی عمر نہیں ہے اور ابھی ابھی پکڑا نہ جائے گا ۔ یہ اس وقت آتا ہے جب گناہ کی تاریکی پھیل جاتی ہے کیونکہ چور اور روشنی میں دشمنی ہے ۔ جب انسان اپنا منہ خدا کی طرف رکھتا ہے اور اسی کی طرف رجوع اور توجہ کرتا ہے تو وہ روشنی میں ہوتا ہے اور شیطان کو کوئی موقع اپنی دستبرد کا نہیں ملتا ۔ پس کوشش کرو کہ تمہارے ہاتھوں میں ہمیشہ روشنی رہے ۔ اگر غفلت بڑھ گئی تو یہ چور آئے گا اور سارا اندوختہ لے جائے گا اور برباد ہو جاؤ گے ۔ اس لئے اس اندوختہ کو احتیاط اور اپنی راستبازی اور تقوی کے ہتھیاروں سے محفوظ رکھو ۔ یہ ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کے ضائع ہونے سے کچھ حرج نہ ہو ۔ بلکہ اگر یہ اندوختہ جاتا رہا تو ہلاکت ہے اور ہمیشہ کی زندگی سے محروم ہو جاؤ گے'' ۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۵۶)

ٹائٹل نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ میں چھپا ۔